بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۵۰-۳ روپے
ممالک غیر ۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۱۶ | ۶ وفا ۱۳۴۶ ہش | ۲۲ ر محرم ۱۳۸۷ھ | ۶ جولائی ۱۹۶۷ء | نمبر ۲۶

اخبار احمدیہ

نخلہ ۳۰ رجون (بوقت ۱۱ بجے دن) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ ہفتہ زیر رپورٹ نخلہ میں حضور کا قیام رہا۔ کل حضور کی طبیعت عام طور پر بہتر رہی۔ رات نیند اچھی آگئی۔ اس وقت بھی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو شفائے کامل و عاجل اور کام والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۴ رجولائی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ ربہٗ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمدللہ۔

قادیان ۴ رجولائی۔ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب مبلغ سلسلہ جو اپنڈے سائیٹس کے اپریشن کے بعد بٹالہ سرکاری ہسپتال میں زیر علاج رہے ہیں آج بٹالہ سے واپس آگئے اور بفضلہ تعالیٰ پہلے سے اچھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کامل صحت عطا فرمائے۔ آمین۔

"امریکہ میں اسلام"

قادیان ۲۷ رجون۔ اسلام کے متعلق امریکہ کی فضاء میں غیر معمولی تبدیلی آچکی ہے۔ اسلام سے تنافر اور بغض کی جگہ آج اسلام میں غیر معمولی دلچسپی لی جانے لگی ہے۔ اور اس پاک مذہب کو قریب سے مطالعہ کرنے کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ امریکہ میں اسلام کا مستقبل بڑا تابناک اور روشن ہے۔ آج کا امریکہ ۴۰ سال قبل کے امریکہ سے بالکل مختلف دکھائی دیتا ہے۔ یہ وہ حقائق ہیں جن کے متعلق امریکہ میں ۴۰ سال سے مقیم قادیان ہی کے سابق باشندے ہمارے احمدی بھائی جناب سید عبد الرحمان صاحب نے آج بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں اپنی ایمان افروز اور پُر از معلومات تقریر میں روشنی ڈالی۔ آپ اپنے ملک امریکہ سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی تحریک پر حج بیت اللہ کی غرض سے تشریف لائے تھے۔ اس مبارک سفر سے واپسی پر چند روز کے لئے مقامات مقدسہ قادیان کی زیارت کے لئے کل یہاں تشریف لائے اور مقامی احباب کی خواہش پر آپ نے "امریکہ میں اسلام" کے موضوع پر تقریر فرمائی اور مندرجہ امور کا دلنشین انداز میں ذکر کیا۔

جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے نے صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد جناب ملک صاحب نے سامعین سے سید صاحب کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ تقسیم ملک کے بعد آپ ایک بار پہلے سنہ ۱۹۵۰ء میں تشریف لائے تھے۔ اور زمانہ درویشی میں آپ کی یہ دوسری زیارت ہے۔ آپ جناب سید عزیز الرحمان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ہیں جو اصل میں بریلی کے رہنے والے بزرگ تھے مگر بعد میں ہجرت کر کے قادیان آبسے تھے۔ مرحوم کو اس بات کا بڑا فخر حاصل ہے کہ آپ کے تین داماد حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر۔ محترم جناب قاضی محمد عبداللہ صاحب بھٹی ربوہ اور محترم جناب ڈاکٹر عطاء الدین صاحب درویش قادیان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اسلام و احمدیت کے خدمتگذار اور فدائی ہیں۔ حضرت مولانا نیر صاحب وہ پہلے احمدی مبلغ ہیں جو مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے تشریف لے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ ہزاروں ہزار افریقنوں کو حلقہ بگوش اسلام ہونے اور احمدیت کے نور سے منور ہونے کی سعادت بخشی۔ محترم قاضی عبداللہ صاحب بھٹی جو بفضلہ تعالیٰ ربوہ میں بسلامت موجود ہیں۔ خود بھی ۳۱۳ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ میں سے ہیں ان کے والد حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب بھی ۳۱۳ صحابہ میں سے تھے۔ آپ کو انگلستان میں تبلیغ اسلام کی خدمت بجالانے اور مرکز احمدیت قادیان میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر ہونے اور قاضی سلسلہ رہنے اور ابعدہٗ بطور ناظر ضیافت کی خدمات بجا لانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ محترم ڈاکٹر عطاء الدین صاحب کو زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں جس طرح حضور کی پاک صحبت کی سعادت حاصل ہوئی۔ اسی طرح تقسیم ملک کے بعد خاص حالات میں بطور درویش خدمت بجا لانے کی توفیق ملی۔

جناب ملک صاحب نے بتایا کہ جناب سید عبد الرحمٰن صاحب خود بھی صحابی ہیں۔ بلکہ آپ وہ واحد صحابی ہیں جو سرزمین امریکہ میں جا کر بسے۔ ابتدائی زمانہ میں قادیان میں اپنے والدین کے پاس رہ کر آپ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اور سنہ ۱۹۲۰-۲۱ء میں آپ امریکہ تشریف لے گئے۔ اور اب تک اسی ملک میں مستقل طور پر مقیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو متعدد مواقع پر مالی اور جانی لحاظ سے تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دینے کی توفیق دی۔ آپ امریکہ میں جماعت احمدیہ کی بجٹ کمیٹی کے مستقل ممبر ہیں۔

"امریکہ میں اسلام"

محترم سید عبد الرحمٰن صاحب نے مندرجہ بالا عنوان پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ آج سے چالیس سال قبل جب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حکم سے تبلیغ اسلام کی غرض سے حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ امریکہ تشریف لے گئے۔ تو اسلام کی نسبت امریکہ کے حالات آج کے حالات سے بالکل مختلف تھے۔ اس وقت امریکہ کے عام باشندوں میں جن کی کثیر اکثریت کا مذہب عیسائیت ہے اسلام سے سخت تعصب رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ جو کوئی خال خال مسلمان امریکہ میں بستے تھے۔ وہ بھی اس قدر مرعوب تھے کہ انہوں نے اپنے ناموں تک کو بدل لیا ہوا تھا۔ کہ تا پہچانے نہ جائیں۔ چنانچہ اس وجہ سے ابتداء میں احمدی مبلغین کو بھی ان تک پہونچنے میں بڑی مشکل پیش آئی۔ مگر اب محض خدا تعالیٰ کے فضل سے حالات بہت کچھ بدل چکے ہیں۔ اسلام کی نسبت وہ شدید قسم کا تعصب جاتا رہا ہے۔

آپ نے بتایا کہ جنوبی حصہ میں کم و بیش ۱۰ ملین حبشی نسل کے سیاہ فام لوگ بستے ہیں جن کو کسی زمانہ میں مغربی افریقہ سے بطور غلام پکڑ کر یہاں لایا گیا تھا۔ ان لوگوں کی طبیعت میں سفید لوگوں کی نسل کے لوگوں سے سخت قسم کا انتقامی جذبہ پایا جاتا ہے۔ اور سفید نسل کے مقابل پر یہ لوگ اپنے آپ کو عیسائیت کی طرف منسوب ہونا پسند نہیں کرتے۔ عربی زبان سیکھنے اور بولنے کا بڑا شوق رکھتے ہیں۔ چنانچہ بڑی محنت کے ساتھ عربی سیکھتے ہیں حتیٰ کہ ان میں بیسیوں ایسے ہیں جن کی عربی بول چال اور لہجہ سے یہ امتیاز ممکن نہیں۔ کہ وہ عرب ہیں یا امریکہ کے حبشی باشندے۔

آپ نے بتایا کہ حبشی باشندوں کی عیسائیت سے اس قدر نفرت کے باوجود عیسائی مشنریوں نے ان میں عیسائیت کی تبلیغ کو ترک نہیں کیا بلکہ وہاں عیسائیت کے عالی شان چرچ ہیں۔ وہاں کام کرنے والے ایک ایک عیسائی مشنری کو ذاتی اخراجات کے لئے ۶۰۰ ڈالر ماہوار ملتا ہے اشاعت لٹریچر مشن ہاؤس، شفا خانوں وغیرہ کے دیگر سارے اخراجات اس کے علاوہ ہیں۔ انہیں میں سے امریکہ کا مشہور مسیحی منّاد ڈاکٹر بلی گراہم بھی ہے جو وہاں کے گوروں اور ان سے کالے آدمی بھی کافی تعداد میں بھرتی کئے ہوئے ہیں۔ وہ اس بات کی بڑی کوشش میں ہے کہ حبشیوں میں اسلام نہ پھیلے۔ مگر آسمانی تقدیر کا مقابلہ کرنا اس کے بس کی نہیں۔

ادھر سفید قوم کو بھی بعض دوسری قسم کے حالات نے اسلام کے متعلق اپنا نقطۂ نظر تبدیل کرنے پر مجبور کیا ہے چنانچہ پہلے یہ حالت تھی کہ کسی اخبار کا کوئی ایڈیٹر بھی اسلام کے متعلق کوئی مضمون قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا مگر اب یہ حالت ہے کہ امریکی باشندے بڑی خواہش سے اسلام کے متعلق معلومات

(باقی صفحہ ۶ پر)

پرنٹر و پبلشر ملک صلاح الدین ایم۔ اے نے امرتسر پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۶ رجولائی ۱۹۶۱ء

"اُمّت کا محسن اور اپنے دور کا امام"

"تمام تر خرابیاں تعلق باللہ اور اتحاد کے فقدان سے پیدا ہوتی ہیں۔" — اور — "آج فی ہزار پانچ مسلمان بھی اسلام کے پورے حامل نہیں ہیں۔" — کے سرکا می دو بڑے عنوان کے تحت ایک دینی روزنامہ سے ایک خطیب کی تقریر کے چند اقتباسات :-

"جہاں تک ملّتِ اسلامیہ کا تعلق ہے، اس کا اولین مسئلہ جو بنیادی اہمیت کا حامل ہے وہ تعلق باللہ کا فقدان یا ضعف ہے۔ امت مسلمہ کا خمیر ہی کچھ ایسا ہے کہ اس امت کا اللہ تعالیٰ سے انفرادی و اجتماعی جتنا گہرا تعلق قائم ہوگا۔ اُتنی ہی یہ اُمت جاندار اور قوی ہوتی جائے گی۔ اور اس کے مسائل کے حقیقی حل کا دروازہ کھل جائے گا۔

ذرا تصور کیجئے وہ اللہ جس کے لفظ کُن سے سارا عالم وجود میں آگیا جو زمین و آسمان کے خزانوں کا مالک ہے جو قادر مطلق اور عزیز و حکیم ہے اگر ایسی ذات خداوندی مسلمانوں کی نصرت و حمایت کا ارادہ کرے تو اس امت کے مسائل حل ہونے میں کتنی دیر لگے گی۔؟

لیکن امت کی غفلتوں اور فرض ناشناسی کا یہ عالم ہے کہ آج پوری امت میں فی ہزار پانچ مسلمان مشکل سے ملیں گے جن کے بارے میں اطمینان اور اعتماد کے ساتھ کہا جا سکے کہ یہ اپنے معبود حقیقی کے پورے پورے مطیع اور اطاعت گذار ہیں۔

مقرر نے کہا تعلق باللہ کے بعد ملتِ اسلامیہ کا اہم ترین مسئلہ انتشار اور گروہ بندی ہے .... اب امت کو اتحاد یا موت میں سے کسی ایک راہ کو قبول کرنا ہوگا بہت جلد ہی اُمت پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اب کوئی تیسری راہ باقی نہیں ہے۔ آج جو شخص بھی آگے بڑھ کر مسلمانوں میں تعلق باللہ اور باہمی اشتراک تعاون کے جذبات پیدا کرے گا وہ اُمّت کا محسن سمجھا جائے گا اور تاریخ اُسے اپنے دور کا امام قرار دے گی۔"

(دعوت دہلی ۶/۶۱ ۲۸ ص۶)

یہ طویل اقتباس ہم نے اس لئے اس جگہ نقل کیا ہے کہ اس میں اُمت مسلمہ کے موجودہ تنزل و ادبار کے مرض کی صحیح اور درست تشخیص کی گئی ہے۔ یہ الفاظ نہ تو کسی احمدی اخبار یا رسالہ سے نقل کئے گئے ہیں اور نہ کسی احمدی جماعت کے کسی رکن یا مبلغ کی تقریر کا اقتباس ہے جو عصر حاضر کی روحانی اصلاح کے لئے اسلامی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مسیح موعود اور مہدی مسعود تسلیم کرتے ہیں۔ بایں ہمہ جو باتیں اور نکات اس میں بیان کئے گئے ہیں وہ صحیح انداز فکر اور گہرے تدبر کو ظاہر کرتے ہیں۔ مقرر کا یہ مختصر سے حقیقت یہ ہے کہ جو شخص بھی اُمتِ محمدیہ کے عروج و زوال کے وجوہ و اسباب پر صحیح رنگ میں غور کرے گا لامحالہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ ساری خرابی مسلمانوں کے آستانہ الٰہی سے منہ پھیر لینے اور خدا تعالیٰ کی درگاہ سے دُور چلے جانے سے پیدا ہوئی۔

تعلق باللہ ہی ملّتِ اسلامی کی وہ امتیازی علامت تھی جو دیگر مذاہب و ملل سے اُسے جُدا کرتی ہے۔ جب مسلمانوں نے اس امتیازی شان کو گم کر دیا۔ تو مسلمانوں اور دیگر اہل مذاہب میں کیا فرق رہا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے سچے مومنوں کے لئے تعلق باللہ کی نعمت سے سرفرازی کا وعدہ ان الفاظ میں اب قرآن پاک میں موجود ہے فرماتا ہے :-

ان الذین قالوا ربنا
اللّٰہ ثم استقاموا
تتنزل علیھم الملٰئکۃ
الا تخافوا ولا تحزنوا
وابشروا بالجنۃ التی
کنتم توعدون ۵ نحن
اولیاؤکم فی الحیٰوۃ
الدنیا و فی الاٰخرۃ
.... الاٰیۃ

یعنی وہ لوگ جو خدا کی ذات پر پختہ ایمان رکھتے ہوئے اس راہ میں استقامت دکھاتے ہیں تو ان پر خدا تعالیٰ کے فرشتے ابدی تسکین کی بشارتیں لے کر نازل ہوتے رہتے اور ہر خوف و حزن کے ہر موقع پر اُن کی ڈھارس بندھاتے اور دنیا و آخرت میں ان کے لئے خدا تعالیٰ کی سچی دوستی کے کرشمے ظاہر ہوتے ہیں۔

بڑی مشکل تو یہ ہے کہ اس جانفزا مژدہ کے ہوتے ہوئے آج کا مسلمان صحیح طریقہ پر اس سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہیں کرتا وہ ہر ایسی مصیبت کے وقت زمین کی طرف دیکھتا ہے اس کی نگاہیں کبھی بھی آسمان کی طرف نہیں اُٹھتیں وہ اپنے دماغ سے اپنے تنزل و ادبار کا مداوا نکالنا چاہتا ہے۔ مگر اس ابدی قانون کو نظرانداز کر دیتا ہے کہ

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم
حتیٰ یغیروا ما بانفسھم

؎
خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت بدلنے کا

ایک موٹی عقل کا کسان بھی جانتا ہے کہ جب ایک لمبا زمانہ امساک باراں پر گذر جاتا ہے۔ اور زمین کے سوتے خشک ہو جاتے ہیں تب بے اختیار آسمان کی طرف نگاہیں اُٹھتی ہیں اور بارانِ رحمت کے لئے دعا کی جاتی ہیں۔ یہی حالت روحانی عالم میں بھی ہے۔ جب تک آسمان سے ایسے اسباب نازل نہ ہوں جن سے دلوں کی خشک زمین سیراب کر دی جائے اُس وقت تک زمین کی زندگی کی امید بے سود ہے۔

اسلام ایک زندہ ثمردار درخت کی طرح ہے۔ جو ہر موسم پر اپنے زندگی بخش ثمرات سے دنیا والوں کے لئے حیات ابدی کے سامان کرتا ہے۔ قرآن کریم میں انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کا وعدہ اور حدیث شریف میں ہر صدی کے سر پر مجددین کی بعثت کا واضح وعدہ موجود ہے۔ نہ صرف وعدہ بلکہ گذشتہ زمانوں میں اس کا ایفا برابر ہوتا چلا آیا ہے مگر آج کا مسلمان ہے کہ خدا تعالیٰ کی اس پرانی سنت اور اُمتِ مسلمہ کے ساتھ اُس کے غیر معمولی فضل و احسان کی بات اُسے مطلقاً متوجہ نہیں کرتی۔ پھر خدا تعالیٰ سے اس کا تعلق منقطع کیوں نہ ہو جب مسلمان خود ہی اُس دروازہ کو بند کرتے ہیں اور اُن اسباب کو توڑتے ہیں تو اُن کے لئے خدا تعالیٰ کی نصرت و حمایت کیونکر ظاہر ہو ـــ!!

کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید ہمارے پاس موجود ہے۔ علماء اسے پڑھ کر سنانے والے موجود ہیں اس لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کسی مصلح کی ضرورت نہیں۔ حالانکہ جب تک ہر زمانہ میں قابل تقلید اور واجب الاطاعت زندہ شخصیت موجود نہ ہو تو اُس وقت تک اعلےٰ درجہ کی تعلیم کے جوہر بھی نہیں کھلتے۔ چنانچہ سید سلیمان صاحب ندوی نے اس اہم ضرورت کو ان الفاظ میں تسلیم کیا ہے :-

"بہتر سے بہتر فلسفہ، عمدہ سے عمدہ تعلیم اچھی سے اچھی ہدایت زندگی نہیں پا سکتی اور کامیاب نہیں ہو سکتی اگر اس کے پیچھے کوئی ایسی شخصیت اس کی حامل اور عامل ہو کر قائم نہیں ہے۔ جو ہماری توجہ، محبت اور عظمت کا مرکز ہو۔"

(خطبات مدراس مطبوعہ کراچی ۱۹۵۲ء ص۲۵ بحوالہ ماہنامہ معارف)

پس جس طرح انفرادی طور پر ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرنے کے لئے اُس کی ذات پر حقیقی ایمان اور ذاتی تقویٰ کی ضرورت ہے وہاں قومی اور ملّی مسائل کا واحد حل کسی ایسی بلند پایہ روحانی شخصیت کے ہاتھ پر جمع ہو جانا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق عین ضرورت کے وقت مسلمانوں کے اس پائیدار اتحاد کی بنیاد اپنے ہاتھ سے رکھ دی اور قادیان کی مقدس بستی میں خدا تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ مبعوث ہوا۔ اُس نے تمام دنیا کو اور روئے زمین کے تمام مسلمانوں کو کلمہ واحدہ پر جمع کرنے کے لئے آواز دی جن لوگوں نے اس کی آواز پر لبیک کہنے کی توفیق پائی۔ وہ اُس کی پاک صحبت سے تعلق باللہ کی نعمت سے بھی سرفراز ہوئے۔ آپ کے ذریعہ ایک ایسی جماعت تیار ہوئی کہ مقرر کے قول کے مطابق اگر آج فی ہزار پانچ مسلمان بھی اسلام کے پورے حامل نہیں" تو یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ بفضلہ تعالیٰ احمدیہ جماعت کی اکثریت پورے طور پر اسلام کی حامل ہے (ولا فخر) اس جماعت کی تمامتر مساعی نبی عربی ارواحنا فداہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لائے ہوئے دین کو اکناف عالم میں پھیلانے اور آپ کی زندگی بخش تعلیمات پر دل و جان سے عمل پیرا ہونے میں وقف ہیں۔ احمدیہ جماعت خالی طولی نعرہ بازی کی قائل نہیں۔ وہ مرض کی صحیح تشخیص کے بعد صحیح طریق علاج کی قائل ہے۔ وہ دلوں کی صفائی کرتی ہے کہ جس کے نتیجہ میں مختلف مکاتب فکر کے افراد اور مختلف زبانی مشرب(

خطبہ جمعہ

اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (البقرۃ آیت ۴۶)

صبر کا جوہر دکھاؤ اور نمازوں اور دعاؤں کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی مدد طلب کرو

یہی وہ طریق ہے جس سے مومن مشکلات و مصائب سے نجات پا سکتا ہے

تہجد اور نوافل پڑھنے کی عادت ڈالو تاکہ قربِ الٰہی کی راہیں تم پر کھل جائیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۱ر جولائی ۵۲ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
میں نے گذشتہ ایام میں جماعت کو توجہ دلائی تھی کہ آجکل دنوں

ہم جن حالات میں سے گذر رہے ہیں

ان کا علاج قرآن کریم نے یہی بیان فرمایا ہے کہ استعینوا بالصبر والصلٰوۃ یعنی ایک طرف تو تم صبر کا جوہر دکھاؤ۔ مصائب برداشت کرو۔ تکالیف اٹھاؤ اور دوسری طرف تم اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرو۔ نمازیں زیادہ پڑھو اور عبادت کرو کیونکہ جب بنی نوع انسان کسی کو دھتکارتے ہیں تو لا

ملجأ ولا منجا منك الا اليك

کے مطابق اس کی پناہ کی جگہ صرف خدا تعالیٰ ہی ہوتا ہے۔ پس تم اس مصیبت کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی طرف جھکو۔ جتنے لوگ تم پر خفا ہوتے ہیں۔ درحقیقت ہی دنیا یہ فیصلہ کرتی ہے کہ تم ہمارے غلام ہو۔ اگر تمہیں کسی کی احتیاج نہیں۔ اگر تمہیں کسی سے ناواجب محبت نہیں۔ اگر تمہیں کسی کا ناواجب ڈر نہیں۔ تو لوگ تمہارے خلاف شور کیوں کرتے ہیں۔ آخر جب ایک شخص شور کرتا ہے تو کسی چیز سے ڈرانے کے لئے کرتا ہے۔ اگر وہ یہ سمجھتا ہے کہ تم اس کی احتیاج نہیں رکھتے تو وہ ڈرتا کس چیز سے ہے۔ اگر تم کسی کو دھتکارتے ہو تو اسی لئے کہ تم سمجھتے ہو کہ وہ تم سے ڈرتا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ تم اسے سزا دے سکتے ہو۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ تمہیں اتنی طاقت ور نہیں سمجھتا کہ تم اسے سزا دے سکو۔ وہ اپنے آپ کو تم سے زیادہ قوی۔ دلیر اور بہادر سمجھتا ہے تو تمہیں ڈرانے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ ڈرانے والا کسی کو صرف اسی لئے ڈراتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ دوسرا شخص اس سے ڈرتا ہے اسی لئے فرماتا ہے کہ جب تمہیں کوئی شخص یا جماعت ڈرائے تو تم نمازیں شروع کر دو۔ اگر ایک شخص دوسرے شخص کے ڈرانے کے نتیجہ میں نماز شروع کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا

میں بندۂ خدا ہوں

اور جب میں بندۂ خدا ہوں تو مجھے کسی کا کیا ڈر۔ پس جب تمہیں کوئی شخص ڈراتا ہے یا وہ تم پر حملہ کرتا ہے تو تم خدا تعالیٰ کے سامنے جھک جاؤ۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ ایک بچہ جو نادان ہوتا ہے جس کی عقل کم ہوتی ہے اسے بھی کوئی شخص مارنے لگتا ہے تو وہ ماں کے پاس چلا جاتا ہے۔ چاہے اس کی ماں کتنی ہی کمزور ہو وہ خیال کرتا ہے کہ وہ اپنی ماں کے پاس جا کر محفوظ ہو گیا ہے۔ مومن کو کیا خدا تعالیٰ پر اتنا یقین بھی نہیں ہونا چاہیئے جتنا ایک بیوقوف اور کم عقل بچہ کو اپنی کمزور ماں پر ہوتا ہے۔ جب اس پر کوئی حملہ کرنے لگتا ہے تو وہ اپنی ماں کے پاس آجاتا ہے

مومن کو بھی چاہیئے

کہ جب وہ مشکل حالات میں سے گزرے تو وہ خدا تعالیٰ کے پاس آئے اور اس سے مدد مانگے۔ اگر اسے خدا تعالیٰ سے ماں جتنی محبت بھی ہے تو وہ اس کے پاس دوڑا آئے گا۔ آخر عبادت کیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ فرماتے ہیں سچی عبادت یہ ہے کہ تمہیں یقین ہو کہ تم خدا تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو یا کم از کم تمہیں یہ یقین ہو کہ خدا تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے اگر یہ یقین ہو جائے کہ خدا تعالیٰ تمہیں دیکھتا ہے۔ . . . .

. . . . تو یہ ادنیٰ عبادت ہے اعلیٰ عبادت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ تمہیں نظر آ رہا ہو کیونکہ عبادت قرب اور رؤیت کا نام ہے۔ اگر تم خدا تعالیٰ کو ماں کے برابر سمجھتے ہو اگر تمہیں یقین ہے کہ خدا تعالیٰ ایک زندہ موجود ہے تو سیدھی بات ہے کہ تم اس کے پاس بھاگ کر جاؤ گے۔ عبادت اسی بات کی شہادت ہوتی ہے کہ اسے کسی کی پرواہ نہیں میں نے گذشتہ جمعہ میں یہ تحریک کی تھی کہ تم ربوہ سے یہ سکیم شروع کرو کہ پانچ نمازوں کے علاوہ لوگ تہجد بھی ادا کیا کریں اگر کوئی شخص صرف پانچ نمازیں ہی ادا کرتا ہے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں کیونکہ اگر وہ انہیں ادا نہیں کرتا تو وہ مسلمان کیسے رہ سکتا ہے وہ تو نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر بند کرتا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس

ایک دفعہ ایک شخص آیا

اور اس نے آپ کو قسم دے کر کہا کہ آیا خدا تعالیٰ نے آپ کو روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے تو آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے پھر آپ کو قسم دے کر کہا کیا خدا تعالیٰ نے آپ کو تیس روزوں کا حکم دیا ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے آپ کو پھر قسم دیکر کہا کیا خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ تم اپنے مالوں سے زکوٰۃ نکالا کرو۔ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے پھر کہا۔ کیا خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ اگر طاقت ہو تم حج کرو۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس شخص نے کہا پھر میں بھی خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جتنی نمازیں فرض ہیں میں انہیں پورا کروں گا۔ جتنے روزے فرض ہیں میں رکھوں گا زکوٰۃ دوں گا اور اگر طاقت ہوتی تو حج کروں گا۔ خدا کی قسم میں نہ اس سے زیادہ کروں گا اور نہ کم آپ نے فرمایا اگر اس شخص نے اپنا عہد پورا کیا تو جنت میں چلا جائے گا مگر یہ ایک ادنیٰ عہد ہے اور مومن صرف ادنیٰ عہد نہیں کرتا اسے یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے زیادہ قریب ہو جائے اور قریب جانے کے لئے نوافل ادا کرنے ضروری ہوتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نوافل کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے اتنے قریب ہو جاؤ گے کہ خدا تعالیٰ تمہاری آنکھیں بن جائے گا جن سے تم دیکھتے ہو خدا تعالیٰ تمہارے کان بن جائے گا جن سے تم سنتے ہو خدا تعالیٰ تمہارے ہاتھ بن جائے گا جن سے تم پکڑتے ہو۔ خدا تعالیٰ تمہارے پاؤں بن جائے گا جن سے تم چلتے ہو۔ یہی قرب کی راہیں نوافل سے کھلتی ہیں وہ شخص جس کی میں نے مثال دی ہے وہ بدوی تھا لیکن حضرت ابو بکرؓ نے ایسا نہیں کہا۔ یہ صحیح بات ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بدوی جنت میں داخل ہو جائے گا اگر اس نے اپنے عہد کو پورا کیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کا مقرب وہی ہوگا جو نوافل ادا کرتا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے کبھی نہیں کہا کہ ہم صرف اتنے ہی کام کریں گے۔ بلکہ حدیثوں سے پتہ لگتا ہے کہ وہ ہمیشہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر یہ عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ کوئی اور کام بتائیں۔ یا رسول اللہ کوئی اور کام بتائیں۔ بہرحال میں نے گذشتہ جمعہ یہ تحریک کی تھی کہ ربوہ والے دوسروں کے لئے نمونہ بنیں اور محلوں میں تحریک کی جائے کہ لوگ نماز تہجد ادا کیا کریں۔ اور جو دوست اس بات کا عہد کر لیں کہ وہ نماز تہجد ادا کیا کریں گے۔ ان کے نام لکھ لئے جائیں۔ مجھے جنرل پریذیڈنٹ کی طرف سے آج ایک ہفتہ کے بعد یہ رپورٹ ملی ہے۔ کہ مختلف محلوں میں تحریک کی گئی ہے۔ دارالصدر کے الف محلہ کے دوسو سے اوپر دوستوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ باقاعدہ تہجد ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور محلہ ج کے سو آدمیوں نے اس قسم کا وعدہ کیا ہے اور محلہ ب کے متعلق انہوں نے یہ لکھا ہے کہ بار بار توجہ دلانے کے باوجود صدر محلہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ یہ سستی بھی قوم کو خراب کرتی ہے۔ قوم کا بوجھ درحقیقت وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں جو ہر کام کو اس کے وقت پر کرتے ہیں۔ جو کام کو دوسرے وقت پر ٹلا دیتے ہیں۔ وہ

قوم کے لئے مفید وجود

نہیں بن سکتے۔ درحقیقت اخلاق فاضلہ کے بغیر کامیابی نہیں ہو سکتی۔ ایک غیر مومن اپنے جتھوں کے پاس جاتا ہے۔ لیکن اگر تم مومن ہو۔ اور تم میں ایمان ہے تو تمہیں خدا تعالیٰ کے پاس جانا چاہیئے۔ جو سب سے زیادہ طاقتور ہے۔ اگر تم خدا تعالیٰ کے پاس نہیں جاتے تو تمہاری تباہی میں کیا شبہ رہ جاتا ہے۔ اس کے لئے نہ کسی رویا کی ضرورت ہے نہ کسی الہام کی ضرورت ہے۔ کیونکہ تم نے دنیا کو مخالف بنا لیا۔ اور خدا تعالیٰ سے بھی تعلق نہ رکھا

ایک بزرگ کے متعلق مشہور ہے

کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ذکر الٰہی کیا کرتے تھے۔ ان کا ہمسایہ ایک امیر آدمی تھا جو بادشاہ کا درباری تھا۔ وہ ناچ گانے کیا کرتا تھا۔ اس بزرگ نے اسے کہلا بھیجا کہ یہ بات درست نہیں۔ تم ناچ گانا بند کر دو۔ اس درباری نے کہا میں ناچ گانا بند نہیں کرتا۔ اس بزرگ نے کہا اگر تم ناچ گانا بند نہیں کرو گے

تو ہم زور سے اُسے بند کرا دیں گے۔ تم ہمیں ذکر الٰہی نہیں کرنے دیتے۔ اور نہ نمازیں پڑھنے دیتے ہو۔ وہ شخص بادشاہ کا درباری تھا۔ اس نے بادشاہ کے پاس شکایت کی کہ فلاں بزرگ نے مجھے دھمکی دی ہے۔ حالانکہ

مومن کا انحصار

بندہ پر نہیں ہوتا۔ اس کا انحصار تو خداتعالےٰ پر ہوتا ہے۔ بادشاہ نے اس کی حفاظت کے لئے فوج کا ایک دستہ مقرر کر دیا۔ اس پر درباری نے اپنے ہمسایہ بزرگ کو کہلا بھیجا کہ اب تم میرا مقابلہ کر لو۔ بادشاہ نے میری حفاظت کے لئے فوج کا ایک دستہ مقرر کر دیا ہے۔ ان کا تو یہ منشاء ہی نہ تھا کہ وہ اس درباری سے زیادہ طاقت رکھتے ہیں۔ وہ شروع سے ہی یہ سمجھتے تھے کہ ان کی مدد خداتعالےٰ نے کرنی ہے۔ اور وہ اس کے سامنے مدد کے لئے جھکیں گے۔ انہوں نے اپنے ہمسایہ کے پیغام کے جواب میں کہلا بھیجا۔ کہ ہم تمہارا مقابلہ کریں گے۔ لیکن ظاہری تیر و تفنگ اور تلواروں سے نہیں بلکہ ہم تمہارا مقابلہ رات کے تیروں سے کریں گے۔ یعنی راتوں کو اُٹھ کر دعائیں کریں گے۔ اور خداتعالےٰ ہماری مدد کرے گا۔ یہ ایمان اور یقین سے نکلا ہوا فقرہ تھا جس کے اندر توکل اور یقین کی روح بھری ہوئی تھی۔ مجلس سرد ہو گئی تھی کہ پیغامبر نے ہمسایہ درباری کو اس بزرگ کا پیغام سنایا کہ انہوں نے کہا ہے۔ کہ ہم تمہارا مقابلہ کریں گے۔ لیکن ظاہری توپ و تفنگ اور تلواروں سے نہیں۔ بلکہ ہم تمہارا مقابلہ

رات کے تیروں سے

کریں گے۔ یہ فقرہ اس درباری کے دل پر اس طرح لگا کہ اس کی چیخ نکل گئی۔ اس نے سارنگیاں اور طبلے چھوڑ دیئے اور کہا ان تیروں کے مقابلہ کی نہ مجھ میں طاقت ہے۔ اور نہ میرے بادشاہ میں طاقت ہے۔ تو حقیقت یہ ہے کہ اگر تم دعاؤں پر زور دو۔ اور اللہ تعالےٰ کی نصرت حاصل کرو۔ تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ تمہارے پاس وہ طاقت ہے۔ کہ ساری دنیا بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ لیکن افسوس ہے کہ تم چشمہ پر بیٹھے ہوئے پانی نہیں پیتے تم ندی کے کنارے بیٹھے ہو۔ لیکن تم نہاتے نہیں۔ خدا کے خزانے تمہارے پاس ہیں۔ لیکن تم انہیں لینے کی کوشش نہیں کرتے۔ ارادہ اور کوشش ہی انسان کو کامیاب کرتے ہیں۔ ایک دن میں نہ کوئی انسانیت میں کامل بن جاتا ہے۔ اور نہ کوئی نبی بن جاتا ہے۔ نبی بھی عام انسانوں کی طرح ماں کے پیٹ

سے پیدا ہوتا ہے۔ ایک عرصہ تک ماں کی چھاتیوں سے دودھ پیتا ہے۔ پھر وہ گھٹنوں کے بل چلتا ہے۔ پھر وہ ایک ایک دو لفظ سمجھتا ہے۔ کانپتے کانپتے بچوں کی طرح چلتا ہے اس پر بھی

بچپن کا زمانہ

آتا ہے۔ جب وہ آداب سیکھتا ہے۔ پھر اس پر جوانی کا زمانہ آتا ہے۔ پھر اس کے اندر خداتعالےٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ ترقی کر کے وہ خداتعالےٰ کے فیضان کو حاصل کرتا ہے۔ پس ولایت اور انسانیت ایک دن میں نہیں ملتیں۔ انسان بھی کہیں چالیس سال میں جا کر انسان بنتا ہے۔ انسان ۳۰ - ۴۰ سال میں ولی بنتا ہے۔ لیکن وہ بننا شروع کے تجربہ کی وجہ سے ہے۔ جب تک کوئی شخص پہلی جماعت میں داخل نہیں ہوتا۔ وہ پرائمری پاس کیسے کرے گا جب تک وہ مڈل کی پہلی جماعت پاس نہیں کر لیتا وہ مڈل پاس کیسے کرے گا۔ جب تک وہ ہائی کلاسز میں داخل نہیں ہوتا وہ میٹرک کا امتحان کیسے پاس کرے گا۔ جب تک وہ کالج کی پہلی جماعت میں داخل نہیں لے گا۔ وہ بی۔ اے۔ اور ایم۔ اے کیسے بنے گا۔ پس متواتر کوشش کے بغیر مدعا اور مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ پہلی جماعت میں داخل ہونے کے معنے کوشش شروع کرنے کے ہیں۔

تم کوشش شروع کرو

اگر تم ساری رات سوتے ہو۔ اور دن کو بھی اس کی کسر پوری نہیں کرتے تو تم نے خداتعالےٰ کو ملنے کے لئے کوشش ہی نہیں کی۔ اگر تم پہلی جماعت میں داخل نہیں ہوتے تو تم ایم۔ اے پاس کیسے کرو گے۔ پھر حسرت کے ساتھ تم کہو گے کہ ہمیں خدا نہیں ملا۔ حالانکہ خداتعالےٰ کو ملنے کے لئے بھی کلاسز ہیں۔ جب تک تم پہلی کے بعد دوسری اور تیسری کے بعد تیسری کلاس پاس نہیں کرو گے تو خداتعالےٰ کو مل نہیں سکتے۔ تم نے خداتعالےٰ کو ملنا ہو تو پہلے پہلی جماعت پاس کرو۔ دوسری جماعت پاس کرو۔ تیسری جماعت پاس کرو۔ چوتھی جماعت پاس کرو۔ پانچویں جماعت پاس کرو چھٹی جماعت پاس کرو ساتویں جماعت پاس کرو۔ مڈل پاس کرو۔ میٹرک کا امتحان پاس کرو۔ کالج کی پہلی جماعت پاس کرو۔ دوسری جماعت پاس کرو۔ تیسری جماعت پاس کرو۔ چوتھی جماعت پاس کرو۔ پانچویں جماعت پاس کرو۔ چھٹی جماعت پاس کرو۔ تب جا کر تم ایم۔ اے پاس کر سکتے ہو۔ تم نے پہلی جماعت پاس نہیں کی۔ لیکن تم

یہ شکوہ کرتے ہو

کہ ہم نے ایم۔ اے پاس نہیں کیا۔ تم نے قاعدہ شروع نہیں کیا اور رو رہے ہو کہ ہم نے ایم۔ اے پاس نہیں کیا۔ جو شخص پہلی جماعت پاس نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ مجھے ایم۔ اے میں داخل کرا دو۔ وہ بے وقوف ہے۔ پس تم اپنے نفس کو آہستہ آہستہ ان مشکلات اور مصائب میں ڈالو جن کے روحانی درجات ملتے ہیں پھر انسان اور ترقی کرتا ہے اور اس قابل بن جاتا ہے۔ کہ خداتعالےٰ کا فضل اس پر نازل ہو۔ اگر تم ایسا نہیں کرتے تو تمہیں وہ نتیجہ نہیں مل سکتا۔ جو قربانیوں کے بعد ملتا ہے۔ تم ان راستوں پر چلو۔ جن راستوں پر چل کر تم اعلےٰ مقامات حاصل کر سکتے ہو۔ اللہ تعالےٰ نے مسیح موعودؑ کو بھیجا تھا تو اسی لئے کہ جو اس کے ہاتھ میں ہاتھ رکھے گا وہ ولی اللہ بن جائے گا۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی سنت تبدیل نہیں ہو سکتی۔

خداتعالےٰ کی سنت

قائم ہے۔ ولی اللہ بننے کے لئے جو کلاسیں مقرر ہیں۔ جب کوئی شخص انہیں پاس کرے گا تو وہ ولایت کے درجہ کو حاصل کر لے گا۔ لوگوں نے حماقت سے یہ سمجھ لیا ہے کہ جب تک عربی زبان نہ آئے کوئی شخص ولی اللہ نہیں بن سکتا حالانکہ اگر کوئی شخص قرآن کریم سن سکتا ہے۔ اور وہ سنتا ہے تو یہی بات اس کے لئے کافی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ قرآن کریم پڑھنا نہیں جانتا۔ اور وہ سنتا بھی نہیں۔ تو وہ ولی اللہ بن جائے۔ ولی اللہ بننے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ کوئی بڑا مفسر ہو۔ اگر وہ قرآن کریم کا سادہ ترجمہ سن لیتا ہے۔ اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو ولی اللہ بننے کے لئے یہ بات کافی

ہے۔ عالم کہلانے کیلئے صرف کی ضرورت ہے۔ نحو کی ضرورت ہے۔ علم بدیع کی ضرورت ہے۔ علم معانی کی ضرورت ہے۔ فصاحت کی ضرورت ہے۔ لغت کی باریکیاں جاننے کی ضرورت ہے۔ لیکن ولی اللہ بننے کے لئے ان باتوں کی ضرورت نہیں ہر ولی اللہ مفسر نہیں ہوتا۔ اور نہ ہر مفسر ولی اللہ ہوتا ہے۔ بعض ایسے مفسر بھی گزرے ہیں۔ جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ دین سے بے بہرہ تھے۔ مثلاً

صاحب کشاف ہیں

ان کی تفسیر نہایت اعلیٰ ہے۔ لیکن کہتے ہیں۔ کہ وہ نیچری تھے۔ اس لئے انہوں نے روحانیت کو چھوڑ دیا ہے۔ لیکن جہاں تک صرف نحو علم معانی علم کلام علم بدیع (و) حسن بلاغت اور لغت کا تعلق تھا انہوں نے قرآن کریم کی نہایت اعلیٰ تفسیر

کی ہے۔ پس یہ ضروری نہیں کہ جو قرآن کریم کی خدمت کرے وہ ضرور خدا رسیدہ ہوتا ہے۔ نحو۔ صرف۔ علم معانی اور لغت جاننے والا بھی یہ کام کر سکتا ہے۔ اسی طرح روحانیات کے عالم کے لئے ضروری نہیں کہ وہ تفسیر بھی جانتا ہو۔ ہاں یہ دونوں چیزیں جمع ہو سکتی ہیں۔ روحانیات کا جاننے والا ظاہری علوم سے بھی واقف ہو سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ظاہری علوم کا جاننے والا روحانیت کا عالم بھی ہو۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر روحانی عالم ظاہری علوم کا بھی عالم ہو۔ یا ہر ظاہری علوم کا جاننے والا روحانی عالم بھی ہو۔ ہر ایک شخص جو ولایت کے رستوں پر چلے گا۔ وہ امید کر سکتا ہے کہ خداتعالےٰ اس کی مدد کرے۔ لیکن یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ تم

اپنی نمازوں کو سنوارو

تم اپنی عبادات کو سنوارو اور آہستہ آہستہ تم استحباب کی عادت ڈالو کہ رمضان کے علاوہ تم دوسرے ایام میں بھی روزے رکھو۔ فرض زکوٰۃ کے علاوہ تمہیں زائد صدقہ دینے کی بھی عادت ہو۔ اور ہو سکے تو تم حج بھی کرو۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں آج کل حج پر وہ لوگ جاتے ہیں جن پر حج فرض نہیں۔ اور وہ لوگ حج پر نہیں جاتے جن پر حج فرض ہے مثلاً بیمار حج کے لئے جاتے ہیں زیادہ بیمار اس لئے جاتے ہیں کہ وہاں جا کر دعا کریں کہ وہ تندرست ہو جائیں۔ یا خداتعالےٰ اولاد اور مال دے۔ لیکن وہ امیر اور مالدار شخص جن پر حج فرض ہے وہ آرام سے بیٹھا رہتا ہے۔ اور اگر وہ حج کرتا ہے تو محض شہرت کے لئے یا اپنی تجارت کو وسعت دینے کے لئے اس لئے زیادہ نہیں۔ تم وہ اعمال کرو جن سے خداتعالےٰ ملتا ہے۔

خداتعالےٰ نوافل سے ملتا ہے

فرائض تو خداتعالےٰ نے مقرر کر دیئے ہیں ان کو پورا کرنے سے انسان جنت میں چلا جاتا ہے۔ لیکن اُسے خداتعالےٰ کا قرب حاصل نہیں ہوتا۔ خداتعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے تم نوافل کی عادت ڈالو۔ یہ مصائب عارضی ہیں۔ بڑی چیز خداتعالےٰ کا ملنا ہے اگر کوئی مصیبت نہ بھی ہو تب بھی خداتعالےٰ کو پانے کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی اپنی مصیبت ٹلانے کو عبادات کا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ تو یہ نہایت ادنیٰ اور ذلیل بات ہے۔ اگر خدا خدا ہے۔ اگر مذہب مذہب ہے تو خداتعالےٰ کے مقابلہ میں ساری غمیں حقیر ہیں۔ اصل چیز خداتعالےٰ کو خوش کرنا ہے۔ دنیا کو خوش کرنا اصل چیز نہیں۔ خداتعالےٰ کو خوش کرنے کے لئے ان قربانیوں کی ضرورت ہے۔ جن سے خداتعالےٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے بعض نوجوانوں میں دین کی محبت کمزور ہے وہ نمازوں میں

شمست ہیں۔ اس سے تمہاری نسل اور تمہارا خاندان خدا تعالےٰ کا قرب کیسے حاصل کرسکتا ہے۔ اگر تم اپنی

اولاد کی تربیت

نہیں کرتے تو خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے سے محروم رہ جاؤ گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی مولوی برہان الدین صاحب مذاقیہ طبیعت رکھتے تھے۔ ان کی ساری زندگی نہایت سادگی میں گزری تھی۔ ایک دن حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ مولوی برہان الدین صاحب ایک خواب سنانا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا سنائیں۔ مولوی برہان الدین صاحب کہنے لگے میں نے خواب میں اپنی فوت شدہ ہمشیرہ کو دیکھا کہ وہ مجھ سے ملی ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا۔ بہن سناؤ تمہارا کیا حال ہے کہنے لگی خدا نے بڑا فضل کیا ہے اس نے مجھے بخش دیا ہے۔ اور اب میں جنت میں آرام سے رہتی ہوں میں نے کہا بہن وہاں کرتی کیا ہو۔ کہنے لگی بیر بیچتی ہوں۔ میں نے کہا بہن ہماری قسمت بھی عجیب ہے کہ ہمیں جنت میں بھی بیر ہی بیچنے پڑے۔ اس خواب کی تعبیر تو نہایت اعلیٰ تھی۔ بیر جنت کا ایک پھل ہے۔ اور اس سے مراد الٰہی کامل محبت ہوتی ہے جو لازوال ہو۔ اور جنت کا پھل بیچنے کے یہ معنے تھے کہ میں اللہ تعالےٰ کی لازوال محبت لوگوں میں تقسیم کرتی پھرتی ہوں۔ لیکن

مولوی برہان الدین صاحب کا ذہن

اس تعبیر کی طرف نہ گیا اور ظاہری الفاظ کے لحاظ سے انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ بیر بیچنا تو بڑی معیوب بات ہے۔ بہرحال یہ خواب سنا کر ان پر رقت طاری ہو گئی۔ اور کہنے لگے حضور ہم سنا کرتے تھے کہ مسیح آئیں گے تو وہ شخص بڑا خوش قسمت ہوگا جو مسیح کو دیکھے گا۔ پھر ہم نے مسیح موعودؑ کی آواز کو سنا۔ آپ پر ایمان لائے پھر سنا کہ فلاں شخص آپ پر ایمان لایا اور اسے قرب کا مرتبہ مل گیا۔ اسے الہام ہونے لگے۔ اسے رؤیا و کشوف ہوتے ہیں۔ اس پر ان کی چیخ نکل گئی اور کہنے لگے لیکن ہم تو پھر بھی چھڈو دا چھڈو ہی رہیا۔ مجھے آج تک پتہ نہیں لگا کہ چھڈو دا کے کیا معنے ہیں۔ لیکن جہاں تک اس کے مفہوم کا تعلق ہے وہ یہی تھا کہ میں نہایت ادنیٰ قسم کا آدمی ہوں کہ میں نے مسیح موعودؑ سے کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ ان کی تو یہ غلط فہمی تھی۔ لیکن اگر تم کیا سمجھتے ہو کہ تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے۔ اور

آپ کی جماعت میں داخل ہوئے۔ تم ایسے طبیب کے پاس گئے جس کے پاس ایسا سُرمہ تھا جس کے لگانے سے انسان خدا تعالےٰ کو دیکھ سکتا ہے لیکن جسے پھر بھی خدا تعالےٰ دکھائی نہ دیا اس سے زیادہ بدقسمت اور کون ہوگا۔ تم ہسپتال میں داخل ہوئے لیکن بیماری کی حالت میں ہی اس سے باہر چلے گئے۔ لوگ موتیا بند کا اپریشن کرتے ہیں اور جس کا اپریشن خراب ہوتا ہے وہ ساری عمر حسرت سے کہتا ہے کہ لوگ آئے اور اپریشن کرایا۔ بینائی حاصل کی اور چلے گئے۔ لیکن میں نے اپنا اپریشن بھی کروایا پھر بھی میری آنکھ نہ بنی۔ اس شخص سے زیادہ خراب حالت اس شخص کی ہے جو اس جماعت میں داخل ہوا جس کی غرض ہی خدا تعالےٰ کا وصال تھی۔ لیکن وہ خدا تعالےٰ سے ملے بغیر گزر گیا۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ یمرون علیھا وھم معرضون وہ خدا تعالےٰ کے نشانات پر سے گزرتے ہیں۔ لیکن ان کی طرف دیکھتے نہیں۔ تم وہ طریق تو اختیار کرو جس سے خدا تعالےٰ ملتا ہے۔ تم قدم تو اُٹھاؤ۔ تم حج کے لئے ارادہ تو کرو۔ تم زکوٰۃ کے لئے ہاتھ تو بڑھاؤ۔ تم روزوں کے لئے نیند تو توڑو۔ اس کے بعد دوسرا قدم اُٹھے گا۔ پہلے دن ہی ولایت نہیں مل جائے گی۔ تم قدم اُٹھاؤ گے تو وہ چلے گا۔ آخر تم ان لوگوں کی طرح کیوں ہو گئے جو یہ سمجھتے ہیں کہ لوگ خود بخود ان کا کام کر دیں گے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ

ایک واقعہ سنایا کرتے تھے

کہ دو شخص ایک جنگل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انہیں دور سے ایک شخص نظر آیا ان میں سے ایک نے اسے بلایا۔ اور کہا میری چھاتی پر بیر پڑا ہے اُٹھا کر یہ میرے منہ میں ڈال دو۔ اول تو وہ شخص سپاہی تھا۔ اور سپاہی مغرور ہوتا ہے پھر وہ اپنی ڈیوٹی پر جا رہا تھا۔ اُس نے خیال کیا کہ یہاں جنگل میں کوئی مصیبت زدہ ہے میں جلدی اس کی مدد کو پہنچوں لیکن جب وہ وہاں گیا تو اس نے کہا میری چھاتی پر بیر پڑا ہے یہ میرے منہ میں ڈال دو۔ اُسے غصہ آیا۔ اور اس نے اس شخص سے جس نے اُسے آواز دی تھی کہا تو بڑا بے حیا ہے۔ میں اپنی ڈیوٹی پر جا رہا تھا کہ تو نے آواز دی۔ میں نے سمجھا کہ کوئی مصیبت زدہ ہے۔ اس لئے میں یہاں آگیا تا تمہاری مدد کروں۔ لیکن یہاں آیا تو تم نے کہا میری چھاتی پر بیر پڑا ہے یہ بیر اُٹھا کر میرے منہ میں ڈال دو۔ کیا تمہارا ہاتھ نہیں تھا۔ تم نے بیر خود منہ میں کیوں نہ ڈال لیا۔ اس پر دوسرے شخص نے کہا میاں خفا کیوں ہوتے ہو یہ بہت ذلیل آدمی ہے اس پر خفا ہونا بے فائدہ ہے۔ ساری رات کتا میرا منہ چاٹتا رہا لیکن اس کمبخت نے ہش تک نہیں کی۔ اس پر وہ سپاہی چپ کر کے چلا گیا پس تم اپنی حالت ان جیسی نہ بناؤ۔ اگر تم نے ابھی کوشش ہی نہیں کی۔ زبانی ہی ہنسیا کی۔ تم نے اس رستہ پر قدم ہی نہیں رکھا۔ جس رستہ پر چلنے سے خدا ملتا ہے تو پھر تم کس طرح یہ امید کر سکتے ہو۔ کیونکہ تم اس جماعت میں ہو جو خدا تعالےٰ نے قائم کی ہے اس لئے

خدا تعالےٰ تمہیں مل جائے گا

تمہاری آواز دل سے تو دنیا کا گوشہ گوشہ گونج جانا چاہیئے تمہارے گھروں سے قرآن کریم پڑھنے کی اس قدر آوازیں آنی چاہئیں کہ دنیا حیران ہو جائے ہم جب قادیان کی گلیوں میں سے گزرتے تھے تو ہر گھر سے قرآن کریم پڑھنے کی آوازیں آتی تھیں۔ لیکن یہاں صبح کی یہ کیفیت نہیں ہوتی۔ انسان جتنا گرتا ہے۔ اتنی ہی اسے شور مچانے اور چلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تم مصائب میں گھرے ہوئے ہو۔ تمہیں تو بہت زیادہ چلانا چاہیئے مجھے خوشی ہوئی ہے کہ کچھ لوگ تہجد پڑھنے کے لئے بیدار ہوتے ہیں۔ لیکن ابھی بہت لوگ باقی ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ آبادی کا ایک حصہ بچے ہیں۔ پھر عورتیں ہیں۔ ان کا ۱/۴ حصہ ایسا ہوتا ہے جو نماز نہیں پڑھتا پھر کچھ بیمار اور کچھ بوڑھے ہیں۔ اگر انہیں کل آبادی کا ۱/۲ حصہ ہی سمجھ لیا جائے۔ تب بھی ربوہ کی آبادی پانچ چھ ہزار کی ہے۔ اس میں سے

ایک ہزار تو تہجد گذار ہونا چاہیئے

لیکن ابھی تک تین چار سو کے نام میرے پاس پہنچے ہیں۔ چھ سات سو اشخاص باقی ہیں جنہیں تہجد پڑھنی چاہیئے۔ پھر سکولوں کے طالب علموں کو بھی تہجد کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ پندرہ سولہ سال کے لڑکے کو کم سے کم ہفتہ میں ایک دفعہ تو تہجد کے لئے اٹھانا چاہیئے۔ پھر انہیں تلاوت قرآن کریم کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اور اساتذہ کو اس کی نگرانی رکھنی چاہیئے۔ لیکن جب طلباء کو اس قسم کی تحریک نہیں ہوگی۔ تو وہ خیال کریں گے کہ خود ہمارے اساتذہ کو بھی دین کی قدر نہیں اور اس طرح وہ بہت سست ہو جائیں گے۔ پس تم

روحانیت پیدا کرنے کی کوشش کرو تہجد اور نوافل پڑھنے کی عادت ڈالو۔ تلاوت قرآن کریم کی عادت ڈالو تا ساری جماعت اس مرکز پر جمع ہو جائے جو دنیا میں روحانیت کا سرچشمہ ہے (الفضل ۲۸/۶/۶۱)

تقرر عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان

مندرجہ ذیل عہدیداران کا آخر اپریل ۱۹۶۲ء تک تقرر کیا جانا منظور ہے۔

۱- کلکتہ- امیر جماعت- مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل انجمن احمدیہ ۲۰۵ نیو پارک سٹریٹ کلکتہ ۱۷

۲- چارکوٹ- سیکرٹری تبلیغ- مکرم صدرالدین صاحب ولد نیر دزالدین صاحب چارکوٹ ڈاکخانہ راجوری ضلع پونچھ

۳- کالیکٹ- پریذیڈنٹ- مکرم کے پی- اسو صاحب انجمن احمدیہ ویسٹ ہل سٹریٹ کالیکٹ کیرالہ

۴- پراونشل اڑیسہ- امیر- مکرم مولوی عبدالستار صاحب ایم- اے۔ سلامت باغ بیٹھا پورہ۔ کٹک ۱
نائب امیر- مکرم مولوی سید انوارالحق صاحب ہیڈ چپٹ درگاہ بازار کٹک ۱
سیکرٹری مال- مکرم شیخ علی احمد صاحب
جماعت احمدیہ کٹک ٹاؤن کے بھی یہی عہدیدار ہوں گے یعنی امیر۔ نائب امیر۔ سیکرٹری مال

۵- سمبلپور اڑیسہ- پریذیڈنٹ- مکرم منور علی صاحب بی۔ ایس۔ سی پوسٹ آفس سمبلپور اڑیسہ
سیکرٹری مال۔ " عبدالرشید خان صاحب اکونٹنٹ
" تبلیغ۔ " مشتاق احمد صاحب
" ضیافت۔ " میاں اختر الحق صاحب

ناظر اعلیٰ قادیان

امریکہ میں اسلام

(بقیہ صفحہ اوّل)

حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں چنانچہ احمدی مبلغین کو جگہ جگہ سے اسلام کے متعلق تقریر کرنے کے دعوت نامے موصول ہوتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہمارے جیسے جو اس لائن کے آدمی نہیں اسلام کے متعلق لیکچر دینے اور اسلامی تعلیمات و نظریات کی وضاحت کے لئے سار وار ہم سب کی غیر معمولی معروفیت کا دن ہوتا ہے۔ جناب سید صاحب نے بتایا کہ اگرچہ کالی نسل کے امریکن باشندے اسلام میں بہت زیادہ شغف رکھتے ہیں۔ مگر اپنے ماحول میں جکڑے ہوئے ہیں کہ قدم قدم پر انہیں بگڑے ہوئے ملکی معاشرے سے سخت سامنا کرنا پڑتا ہے۔ شراب نوشی کی کثرت عورتوں مردوں کا آزادانہ اختلاط اور ناچ گانا غیر ذبیحہ کا بے محابہ استعمال اسلامی تعلیمات پر پورے طور سے عمل پیرا ہونے کے رستے میں گراں بار پتھر ہیں اس لئے جب تک ان چیزوں سے نفرت اور کنارہ کشی کی ایک رو نہ چل پڑے اُس وقت تک بڑی مشکلات کا سامنا ہے۔ آپ نے فرمایا ایسی سپرٹ پیدا کرنے کے لئے ایک بڑی تعداد میں نہایت بلند پایہ روحانیت والے مبلغین کی ضرورت ہے۔ مگر اس کے لئے بڑے اخراجات کی ضرورت ہے۔ تاہم احمدیہ جماعت اپنی بساط کے مطابق بڑھ چڑھ کر کام کر رہی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کوششوں کے بہتر نتائج بھی برآمد ہو رہے ہیں۔

آپ نے بتایا کہ امریکہ کے صدر مقام واشنگٹن میں جماعت کا ایک عالی شان دار التبلیغ ہے۔ جو بطور مسجد بھی استعمال ہوتی ہے۔ جہاں مستقل طور پر احمدی مبلغ قیام رکھتے ہیں۔ ہر متلاشی حق کو اسلام کے متعلق ٹھوس معلومات اور مفید لٹریچر بہم پہنچانے کے علاوہ سن رائز (Sunrise) نام سے ایک ماہوار رسالہ بھی نکالتے ہیں۔ امریکہ کے بعض دیگر مقامات میں بھی احمدی مشنز قائم ہیں جو بطور مساجد استعمال ہوتے ہیں۔ اسی سلسلہ واشنگٹن میں مختلف اسلامی ممالک کی امداد اور خود امریکن گورنمنٹ کے تعاون سے کئی کروڑ روپیہ کے صرفہ سے اسلامک سنٹر کے نام سے ایک مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ آپ نے بتایا کہ اس اسلامی مرکز کی فعالیت کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے کہ ایک دفعہ خود ہمیں بھی وہاں جانے کا اتفاق ہوا۔ مرکز کا انچارج ایک عرب نوجوان ہے جو اُس وقت موجود نہ تھا۔ اس کا اسسٹنٹ ایک افغان نوجوان تھا جو کسی میوزیم میں قابل دید اشیاء دکھلانے سے زیادہ اسلام کے متعلق کچھ نہ جانتا تھا۔ اسی حالت میں نماز مغرب کا وقت ہو گیا۔ نوجوان نے اپنی گھڑی دیکھی اور کہا اب میرا گھر جانے کا وقت ہو گیا ہے۔ ہم نے کہا نماز مغرب پڑھ کر جائیں۔ کہنے لگا نماز گھر پر پڑھ لوں گا۔ ہم نے کہا نماز کا وقت ہو جانے پر مسجد کو چھوڑ کر گھر جا کر نماز پڑھنا کیونکر جائز ہے [illegible] شرمندہ ہو کر ٹھہر گیا۔

دوران تقریر میں آپ نے سات غیر احمدی علماء کا دلچسپ واقعہ سنایا۔ جو پاکستان سے امریکہ جا نکلے تھے۔ نیویارک پہنچ کر انہوں نے میرا پتہ کیا دوسرے روز میرے پاس آئے۔ اور اپنے قیام وغیرہ کے انتظام کے لئے مدد چاہی۔ میں نے ایسا کر دیا۔ اور آئندہ کے لئے ہر طرح سے تعاون کرنے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ اس کے باوجود وہ اپنی رہائش گاہ سے اپنے طور پر کبھی کسی طرف اور کبھی کسی طرف نکل جاتے مگر اُن میں سے کوئی بھی انگریزی نہیں جانتا تھا۔ اس لئے اکثر یوں ہوتا کہ ہر شہر میں اپنی رہائش گاہ ہی بھول جاتے۔ اور ناچار اُن کو پولیس سے مدد لینی پڑتی مسلمان ہونے کی وجہ سے پولیس والے اُن کو سیدھا اس شہر کے احمدیہ دار التبلیغ میں لے آتے۔ اس طرح چار پانچ مرتبہ یہ مولوی صاحبان گم ہوئے۔ اور ہر بار ایسا ہی ہوا۔ اس لئے وہ بہت احتیاط برتنے لگے تا گم ہونے پر کسی احمدیہ دار التبلیغ میں نہ جانا پڑے۔ محترم سید صاحب نے فرمایا۔ شاید یہ لوگ اپنی طرف سے اسلام کی تبلیغ کی غرض سے گئے ہوں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ مؤثر رنگ میں اسلام کی تبلیغ کوئی آسان کام نہیں اس کیلئے بڑی قربانی لگاتار محنت اور غیر معمولی جانفشانی کی ضرورت ہے دوسرے مسلمان نہ ایسی قربانیاں کر سکتے ہیں جو احمدی مبلغین ایک لمبے عرصہ سے کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اور نہ انکے علماء (الا ماشاء اللہ) اس کا سلیقہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور مامور زمانہ کی خاص تربیت کے ذریعہ ہم میں یہ صلاحیت پیدا فرمائی ہے اس لئے یہ کام ہمارا ہے۔ ہر مقام پر اللہ تعالیٰ ہماری مدد بھی فرماتا ہے۔

ایک سوال کے جواب میں جناب سید عبد الرحمان صاحب نے بتایا کہ مصر سے ایک بڑی تعداد میں اسلامی مبلغین کے امریکہ جانے کی خبریں پراپیگنڈہ سے بڑھ کر چنداں حیثیت نہیں رکھتیں ہم لوگ جو مدت سے امریکہ میں رہائش رکھتے اور خدا کے فضل سے نہایت وسیع حلقہ تعارف رکھتے ہیں۔ اگر کسی ملک یا ادارہ کی طرف سے ایسی کوشش عمل میں آئے تو کسی صورت میں اس سے بے خبر نہیں رہ سکتے۔ بلکہ ٹھوس بنیادوں پر اسلام کی تبلیغ کرنے کے لئے جو مبلغ بھی امریکہ آئیں ان کی عملی جد و جہد کسی صورت میں مخفی نہیں رہ سکتی۔ عجیب بات ہے کہ کالی نسل کے لوگ [illegible] سے ایک گونہ متنفر ہیں جب غیر احمدی علماء ان کے سامنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اپنے مخصوص خیالات کا اظہار کرتے ہیں تو وہ معقول دلائل اور سوالات سے اُنہیں ایسا لاجواب اور شرمندہ کرتے ہیں کہ بیچارے اپنی تبلیغ ہی بھول جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ امتیاز صرف اور صرف احمدیہ جماعت ہی کو حاصل ہے۔ کہ وہ ہر طبقہ میں معقولی رنگ میں اسلام کو پیش کرتی ہے احمدیوں کی مدلل باتوں کو سنکر سنجیدہ مزاج متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اور بالآخر پورے انشراح صدر کے ساتھ حلقہ بگوش اسلام ہوتے ہیں۔

بالآخر یہ تقریب سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اور مبلغین کرام کے لئے دعا پر اختتام پذیر ہوئی جو محترم حاجی محمد الدین صاحب تہالوی (صحابی) نے کرائی۔

اعلان تبدیلی نام

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی نے دعا کا وعدہ کرتے ہوئے مجھے اپنا نام تبدیل کر کے بشیر احمد شاد رکھنے کا مشورہ دیا تھا تا ظاہراً انذار کی بجائے تبشیر کا پہلو نام میں آ جائے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے بھی اس تبدیلی کو پسند فرماتے ہوئے دعا فرمائی ہے سو میں اپنے نام کی تبدیلی کا اعلان کرتا ہوں

خاکسار بشیر احمد شاد (سابق نذیر احمد شاد) درویش قادیان

امت کا محسن اور اپنے دور کا امام

(بقیہ صفحہ ۲)

حالات یا غیر سے حقیقی رنگ میں متحد و متفق ہو کر تمام شاخیں اسلام کی ایک ہی منزل کی طرف رواں ہو جاتی ہیں جو شخص بھی بالطبع ہو کر اس روحانی انقلاب کا مطالعہ کرے جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریق پر احمدیہ جماعت کی طرف سے ساری دنیا میں برپا کیا جا رہا ہے تو یقیناً معترف ہو گا کہ موجودہ وقت میں امت کے محسن کو پہچان لینا چنداں مشکل نہیں اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت نے خود اور رحمت دکھلا کے اسی کو اس دور کا امام مقرر کیا اور قدم قدم پر اپنی غیر معمولی نصرت و تائید کے نشان اس کی صداقت کے لئے ظاہر کئے اس لئے مبارک ہے وہ شخص جو وقت کے اس برحق امام کو پہچانتا ہے۔ اور جاہلیت کی موت سے بچنے کے سامان کرتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں کہ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ!!

درخواستہائے دعا

۱۔ برادرم حبیب اللہ خان صاحب اور اُن کا بیٹا سخت بیمار ہیں۔ دونوں کی کامل صحت یابی کے لئے احباب دعا فرمائیں۔ نیز ایک زیر تبلیغ دوست احمدیت کے قریب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو احمدیت کو قبول کرنے کی توفیق دے اور استقامت بخشے۔ آمین۔

خاکسار فتح محمد اسلم مبلغ سانده حن (دیوبی)

۲۔ خاکسار کو چند خانگی حالات کے باعث سخت پریشانی ہے۔ احباب جماعت سے نہایت عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رحم سے ان کو دور کرے اور خاکسار کو سلسلہ کی خدمت کی توفیق دے۔ آمین۔

طالب دعا محمد عبد اللہ شاکر دکاندار (از بڑھا نون راجوری)

۳۔ مکرم جناب شیخ احمد صاحب مالا بار کا سیکرٹری جنرل جماعت احمدیہ کلکتہ پہنے دنوں مالا بار میں بیمار رہے۔ حال ہی میں آپ پر ٹائیفائڈ کا شدید حملہ ہوا ہے۔ چونکہ موصوف ایک مخلص کارکن اور نیک طینت نوجوان ہیں اور جماعت کلکتہ کے بعض اہم انتظامی امور کو ذمہ دارانہ طور پر سرانجام دیتے رہے ہیں لہذا احباب کرام سے درخواست ہے کہ اپنے لائق عزیز کیلئے دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو کامل شفا عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار محمد نور عالم احمدی دیگر سرائے

ولادت اور درخواست دعا

مورخہ ۲۷ جون کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کو بچی عطا فرمائی احباب جماعت نومولودہ کی درازی عمر اور نیک صالحہ ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار سید محمد احمد سیکرٹری مال انجمن احمدیہ جمشید پور۔

نوٹ۔ اس خوشی کے موقعہ پر موصوف نے اپنی طرف [illegible]

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کا اصل مشن

(از مکرم چوہدری عنایت اللہ احمدی صاحب مقیم ٹبورا ٹانگانیکا (مشرقی افریقہ))

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق دنیا کے تین مذاہب کے درمیان اعتقادات اور نظریات کا شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔

یہودی تو سرے سے اُن کو سچا ہی تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اُن کے نزدیک جو کاٹھ پر لٹکایا جائے وہ سچا نبی نہیں بلکہ لعنتی ہوتا ہے۔ (استثنا باب ۲۱/۲۳)

عیسائی انہیں خدا تعالیٰ کا اکلوتا بیٹا (یوحنا ۳/۱۶) اور خدا تعالیٰ کے اقانیم ثلاثہ میں سے ایک اقنوم سمجھتے ہیں (۱۔یوحنا ۵/۷) اور ایمان رکھتے ہیں کہ آپ صلیب پر واقعی وفات پاکر دنیا کے گناہوں کا کفارہ ہوئے۔ اور یہی اُن کی بعثت کا اصل مقصد تھا۔ (۱۔یوحنا ۴/۹-۱۰)

ہم مسلمان انہیں خدا تعالیٰ کے سچے نبیوں میں سے ایک نبی مانتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ وہ صرف بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے (آل عمران ۵۰، متی ۱۵/۲۴) اور یہ کہ آپ نے رسول مقبول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق انجیل میں خوشخبری دی تھی۔ (الاعراف ۱۵۸، الصف ۷، یوحنا ۱۶/۱۲-۱۳)

غور سے دیکھا جائے تو عیسائیوں کے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے درجہ کو نبوت سے بڑھا کر خدا تک پہنچانے کی کوشش کا اصل سبب اُن کا یہ غلط عقیدہ ہی ہے۔ کہ آپ نے واقعی صلیب پر وفات پائی۔ غلطی سے یہ بات تسلیم کر لینے کے نتیجہ میں اُن کے مر کر زندہ ہونے۔ آسمان پر جانے اور کفارہ وغیرہ کے غلط عقائد پیدا ہوتے چلے گئے۔

تعجب کی بات ہے کہ زمانہ قبل مسیح علیہ السلام کے انبیاء کے صحیفے بائیبل میں موجود ہیں۔ مسیح کے بعد اُن کے حواریوں اور متبعین کی تحریریں ملتی ہیں۔ جن میں سے بعض نئے عہد نامہ میں شامل ہیں اور بعض شامل نہیں کی گئیں لیکن حالانکہ مسیح علیہ السلام خود پڑھے لکھے تھے (لوقا ۴/۱۶-۲۰، یوحنا ۸/۶-۸) پھر بھی انکی اپنی تحریر ہمیں کوئی نہیں ملتی۔ ورنہ عیسائی دنیا بُری طرح دامِ تثلیث میں نہ پھنستی اور نہ ہی کفارہ کے غلط عقیدہ کے باعث عیسائی قوم گناہوں میں اس قدر ترقی کرتی۔

اگرچہ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ نیا "عہد نامہ" حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے تین سو برس بعد تک موجودہ صورت میں موجود ہی نہ تھا اور جو کچھ آج موجود ہے اس میں سے کوئی حصہ بھی مسیح کی زندگی میں نہیں لکھا گیا تاہم اس میں بھی ایسے اشارے اور بعض وضاحتیں مل جاتی ہیں کہ جن سے موجودہ عیسائی دنیا کے عقائد صاف طور پر غلط ثابت ہوتے ہیں۔

واقعہ صلیب کے بعد مصلحت وقت کا تقاضا یہی تھا کہ کمزور حواری اور حضرت مسیح علیہ السلام کے دوسرے ہمدرد یہی اعلان کرتے "آپ واقعی صلیب پر وفات پا گئے تھے"۔ دیکھا جا سکتا ہے کہ واقعہ صلیب کے وقت جو پولیس افسر موجود تھا وہ بھی تو مسیح کی موت کا گواہ ہے! لیکن اس بات کا بھی قوی امکان ہے کہ پلاطوس نے جو مسیح کا خیر خواہ تھا (متی ۲۷/۱۷ و ۲۴) کسی ایسے ہی سردار یا صوبہ دار کو وہاں تعینات کیا ہو کہ جو مسیح علیہ السلام کے زیر احسان ہونے کے باعث ان کے معتقد اور ہمدرد تھے (یوحنا ۹/۱۸ و متی ۱۲/۴۳ متی ۲۷/۵۴) اور یہی تھے مصلحتاً ... آسمان پر چلے گئے ہیں، تا دشمن ان کے تعاقب و گرفتاری کا خیال بھی دل میں نہ لاتا اور حواری انہیں آسانی سے چھپائے رکھتے۔ اور علاج معالجہ کے بعد آپ مناسب وقت پر بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف (متی ۱۵/۲۴) ہجرت فرما سکتے۔ جس کی طرف خود آپ اشارہ فرما چکے تھے کہ آپ اپنے وطن اور گھر کو چھوڑ کر عزت پائیں گے (مرقس ۶/۱)

ہر صاحب عقل خطرہ کے وقت خصوصاً جبکہ وہ اپنے محبوب کی جان کی حفاظت کی طاقت نہ رکھتا ہو اسی طرح حکمت سے کام لیا کرتا ہے۔ یاد رہے کہ یہودی جو پہلے ہی مانتے تھے کہ ایلیا آسمان میں ہے۔ (۲ سلاطین ۲/۱-۱۵) اور یہ کہ حنوک کو خدا نے اُٹھا لیا تھا (پیدائش ۵/۲۴) انہیں مسیح علیہ السلام کے متعلق "ایسی بات" کہہ کر دھوکا دینا بھی عین عقل کے مطابق اور ممکن تھا۔ لیکن افسوس کہ وہ بات جو واقعہ صلیب کے بعد کمزور حواریوں نے مصلحتاً کہی تھی۔ بعد میں آہستہ آہستہ عقیدہ کی صورت اختیار کر گئی اور عیسائی صاحبان

چونکہ یہود مسیح کی صلیبی موت پر ایمان رکھنے والے یہود کے سامنے آپ کو سچا نبی ثابت کرنے سے عاجز تھے۔ اس لئے انہیں کسی نہ کسی رنگ میں مسیح کی صداقت ثابت کرنے کے لئے رنگ رنگ کے عقائد تراشنے پڑے۔ ورنہ بات معمولی تھی کہ جس طرح لوگوں نے ایک سوئی ہوئی لڑکی کو مردہ سمجھ لیا تھا (مرقس ۵/۳۹) اور ایک مکان سے گر کر بیہوش ہونے والے کو بھی مُردہ سمجھ لیا تھا (اعمال ۲۰/۹-۱۰) اور پھر ایک گروہ نے پولوس کو بھی سنگسار کرنے کے بعد جبکہ وہ ابھی بے ہوش تھا مُردہ سمجھ لیا تھا (اعمال ۱۴/۱۹) حقیقتاً مسیح علیہ السلام بھی صلیب پر غشی میں بیہوش ہوئے تھے۔ صحتیابی کے بعد حسب وعدہ الٰہی دوسری گم گشتہ بھیڑوں کی تلاش میں نکل گئے تھے۔ (یوحنا ۱۰/۱۶)

لیکن افسوس ہے کہ آج ہمارے عیسائی دوست پیدائش مسیح کی غرض ہی یہ بتاتے ہیں کہ وہ صلیب پر جان دے کر لعنتی بنا اور اس طرح لعنتی بن کر ہمیں شریعت کی لعنت (گلیتون ۳/۱۳) اور گناہوں سے رہائش بخشی (۱۔یوحنا ۴/۹-۱۰) خدا تعالیٰ ہمارے ان عیسائی دوستوں پر رحم فرمائے اور انہیں ہدایت دے کہ یہ محض اپنی جان بچانے کے خیال میں خدا تعالیٰ کے نبی کو لعنتی بناتے ہیں۔ ملعون تو وہی ہوتا ہے جو خدا سے دور رہو۔ ایک نبی شخص کو لعنتی یعنی خدا سے دور اور اسی کو خدا کیسے مانا جا سکتا ہے؟

ایسی نجات! جو کسی نبی برحق کو لعنتی بنا کر حاصل کی جائے نجات نہیں بلکہ خود ایک بڑی لعنت ہے۔ ایسی نجات عیسائیوں ہی کو مبارک ہو۔ کوئی مسلمان حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو ایک لمحہ کے لئے بھی لعنتی تسلیم کر کے مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اور نہ ہی ایسا خیال تک جی میں لانا برداشت کر سکتا ہے۔

عقل سلیم اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہے کہ جس خدا کو اپنے اکلوتے بیٹے پر (یوحنا ۳/۱۶) عاجزانہ عرض و پکار کرنے والے بیٹے پر (لوقا ۲۲/۴۴ متی ۲۶/۳۸) رحم نہ آیا اُسے گنہگاروں اور ظالموں سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے؟ کیا ایسا خدا محبت کہلانے کا حقدار ہے یا محبت سے خالی؟ کیا اُسے یاد نہیں رہا کہ رحم تو انصاف پر بھی غالب آتا ہے؟ (یعقوب ۲/۱۳)

ذرا غور فرمایئے! جو شخص خود اپنے بے قصور۔ اکلوتے بیٹے کو ذبح کرنا شروع کر دے دوسرا کون اُسے اپنے بچوں کا مربی بنانا قبول کرے گا؟

بفرضِ محال اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ مسیح کی پیدائش کا اصل مقصد ہی ان کا لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہونا تھا تو خدا تعالیٰ کو نہ محبت ثابت کیا جا سکتا ہے۔ نہ ہی عادل اور نہ ہی غفور الرحیم۔ عیسائی دوست اس بات کو بھول جاتے ہیں۔ گنہگار کو اُس کے گناہ کی سزا دیئے بغیر معاف کر دینا انصاف کے منافی نہیں بلکہ حقدار کو اُس کا پورا حق نہ دینا ظلم ہے۔ لکھا ہے کہ مسیح نے فرمایا

"میں ہمیشہ وہ کام کرتا ہوں جن سے وہ (خدا) خوش ہوتا" (یوحنا ۸/۲۹)

تو کیا مسیح کے اچھے کاموں کے بدلے میں خدا تعالیٰ نے خوشنودی کا اظہار انعام کی بجائے لعنت اور سزا سے دینا تھا؟

نہیں نہیں! حقیقت صرف اور صرف یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے پیارے دنیا میں ہمیشہ ستائے گئے (اعمال ۷/۵۲) بعض کو قتل کیا گیا اور بعض کی جان کے لوگ درپے ہوئے (رومیوں ۱۱/۳) یروشلم نے نبیوں کو قتل کیا۔ اور جو خدا کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ انہیں سنگسار کیا (متی ۲۳/۳۷) خود حضرت مسیح کے استاد حضرت یوحنا قید کئے گئے۔ اور پھر اُن کا سرتن سے جدا کیا گیا (مرقس ۶/۲۷، متی ۱۴/۱۰) حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم لگاتار ۲۳ برس تک دشمنان اسلام کے ہاتھوں طرح طرح کے شدید مظالم کی صلیب پر لٹکے رہتے۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت امام حسینؓ اور سینکڑوں صحابہ اور ہزاروں بندگان خدا نے حق کی خاطر بخوشی جام شہادت نوش کیا۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام میں سے بھی بہتوں نے حضوصاً حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتہائی خوشی اور جرأت سے حق کی تائید میں جان خداوند تعالیٰ کے حضور پیش کر دی۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام نے ظالم اور کمینہ دشمنوں کے ہاتھوں دکھ اُٹھایا۔ لیکن اُنہوں نے صلیب پر وفات نہ پائی بلکہ خدا تعالیٰ نے ان کے تقویٰ کے باعث ان کی چیخ و پکار اور آنسوؤں کو قبول فرما کر ان کی دعا کو قبول کر کے انہیں بچا لیا۔ (عبرانیوں ۵/۷)

یہ سب دشمنانِ حق کی طرف سے خدا کے پاک بندوں پر مظالم ہوتے ہیں کہ عاصیان جہان کے گناہوں کے کفارہ کے لئے

جبری قربانی۔ وہ رحیم و کریم ہستی تو قربانی کی بجائے رحم پسند کرتی ہے۔ (ہوسیع ۶/۶) اور لکھا ہے کہ فرمانبرداری قربانی سے بہتر ہے۔ (۱ سموئیل ۱۵/۲۲) ظاہر ہے کہ مسیح علیہ السلام خدا تعالیٰ کے فرمانبردار تو تھے ہی۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ وہی کام کرتا ہوں کہ جس سے خدا خوش ہوا یوحنا ۸/۲۹۔ اُن کی فرمانبرداری مسلّم ہے اور یہ فرمانبرداری قربانی سے بہتر! تو خدا تعالیٰ نے کیوں بہتر بدلہ وصول کر کے مسیح کی جان نہ چھوڑ دی؟

اس بات کی مزید وضاحت کے لئے کہ مسیح علیہ السلام کی بعثت کی غرض صلیب پر مرکر کفارہ ہونا نہ تھی متی ۱۲/۳۹، ۴۰ پر غور کرنا ضروری ہے۔ مسیح نے فرمایا۔ اس زمانہ کے بدکار لوگ مجھ سے نشان طلب کرتے ہیں۔ لیکن یونسؑ نبی کے نشان کے سوائے کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جس طرح یونس تین دن اور تین رات مچھلی کے پیٹ میں رہا ایسے ہی ابن آدم بھی تین دن اور تین رات زمین کے اندر رہے گا۔ عیسائی دوست کہا کرتے ہیں کہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ جتنا عرصہ یونسؑ جتنا عرصہ یونس مچھلی کے پیٹ میں رہا تھا اتنا ہی عرصہ مسیحؑ زمین کے اندر رہے گا۔ اگر یہ غلط تشریح مان بھی لی جائے تو بھی مسیحؑ کے نشان کی یونسؑ کے نشان سے مماثلت ثابت نہیں ہوتی۔ مسیح تو صرف جمعے کی رات ہفتہ کا دن اور ہفتہ کی رات ہی غار میں رہے یعنی صرف دو راتیں اور ایک دن (متی ۲۷/۵۷ سے ۲۸/۶ تک) گویا مسیحؑ ۳۶ گھنٹے غار میں رہے۔ حالانکہ یونسؑ پورے ۷۲ گھنٹے مچھلی کے پیٹ میں رہے تھے۔ قطع نظر اس بین تفاوت کے یہ بات تو بحجتہ دلائل سے ظاہر ہے کہ جیسے یونسؑ نبی زندہ ہی مچھلی کے پیٹ میں گئے مچھلی کے پیٹ میں زندہ ہی رہے اور معجزانہ طور پر زندہ ہی باہر آئے اسی طرح مسیحؑ زندہ ہی غار میں رکھے گئے وہاں زندہ ہی رہے اور معجزانہ طور پر زندہ ہی غار سے نکل کر دشمن کے ہاتھ سے نکل گئے۔ کہا جا سکتا ہے کہ غار پر پہرہ دار تھے یہ بات درست بھی تسلیم کر لی جائے۔ تو بھی اس سے بڑھ کر مثال ہمارے آقا سرور انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واقعہ ہجرت کی ہے۔ خون کے پیاسے دشمن حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر کا پوری طرح محاصرہ کئے ہوئے ہیں۔ قتل کرنے کی نیت سے آئے ہیں لیکن حضور تن تنہا گھر کا دروازہ کھول کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے جاتے اور معجزانہ طور پر دشمن سے محفوظ رہتے ہیں۔

غرضیکہ "جس طرح" اور "ایسے ہی" کے الفاظ نے ثابت کر دیا کہ نہ مسیح صلیب پر مرا اور نہ مرکر زندہ ہوا لہذا اُن کی پیدائش کا مقصد لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہونا ہرگز نہ تھا۔

اعمال ۲/۲۷ بحوالہ زبور ۱۶/۸-۱۱ میں بھی اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے لکھا ہے:۔

"کیونکہ تو میری روح کو قبر میں نہ چھوڑے گا"

اگر مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت ہو جاتے تو قبر میں روح کے چھوڑے جانے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ کسی کے روح کے ساتھ قبر میں جانے کا ذکر ہے۔ لیکن امید ظاہر کی گئی ہے کہ وہ روح قبر میں سے نکال لی جائے گی۔ اور وہیں نہ چھوڑ دی جائے گی۔ اس حوالہ کو مسیح علیہ السلام کی پیشگوئی کے الفاظ "جس طرح" اور "ایسے ہی" کے ساتھ ملا کر اگر یوناہ باب ۲ کو غور سے پڑھا جائے تو خیال کیا جا سکتا ہے کہ جس طرح یونسؑ نے بھی قبر (نمانہ) میں اپنی نجات کے لئے دعا کی ہوگی اور جیسے حضرت یونس علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے دعا کا جواب دیا تھا حضرت مسیحؑ کو بھی جواب ملا ہوگا۔ ممکن ہے آئندہ تحقیقات کے دوران میں کبھی حضرت مسیح علیہ السلام کی غار کی دعا بھی مل جائے۔ اور پوری طرح ثابت ہو جائے کہ "جس طرح" یونس مچھلی کے پیٹ میں رہا تھا۔ "ایسے ہی" مسیح علیہ السلام بھی زمین کے پیٹ میں رہے تھے۔

یونس علیہ السلام کا نشان یہ تھا کہ آپ ایسی مصیبت میں مبتلا ہوئے کہ جس میں بظاہر موت یقینی تھی۔ لیکن آپ خدا کے فضل سے سلامت رہے محض اسی قسم کا نشان مسیح علیہ السلام کا تھا۔ اور خود مسیحؑ کے قول کے مطابق ہم ایسے کسی نشان کو نہ مانیں گے جو یونس نبی کے نشان سے مختلف وضعیت کا پایا ہو۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر مسیح علیہ السلام صلیب پر مرکر گناہوں کا کفارہ ہونے کے لئے نہ آئے تھے۔ تو آپ کا اصل مشن کیا تھا؟ سو اب میں اپنے عیسائی دوستوں کی خدمت میں نہایت ہی محبت اور ہمدردی کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنے تمام [illegible] انشاء اللہ [illegible] کریں۔ خود یہ [illegible]

"جو میں کہتا ہوں تم اسے پرکھو" (کرنتھیوں ۱۰/۱۵)

نیز لکھا ہے:۔

"لیکن جو شخص آزادی کی کامل شریعت پر غور سے نظر کرتا رہتا ہے۔ وہ برکت پائیگا"

(یعقوب ۱/۲۵)

خدا وند کریم آپ سب کو اپنی آسمانی برکتوں اور رحمتوں سے حصہ عطا فرمائے تا آپ مسیح علیہ السلام کی صحیح پوزیشن سمجھ کر یہ جان لیں کہ مسیح ناصری علیہ السلام دنیا میں ہمارے گناہوں کا کفارہ بننے کے لئے نہیں آئے تھے۔ بلکہ آپ دوسرے رسولوں اور نبیوں کی طرح خدا تعالیٰ کے ایک پیارے رسول تھے (متی ۲۱/۴۶ و ۱۳/۳۲، ۲۴/۱۹) جو اُن بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش کے لئے آئے تھے۔ (متی ۱۵/۲۴) جو فلسطین میں موجود نہ تھیں۔ بلکہ ادھر اُدھر مختلف ممالک میں منتشر ہو چکی تھیں (میکاہ ۵/۲ زکریا ۷/۱۴)

مسیح ناصری علیہ السلام کا دوسرا اہم کام خود انہی کے الفاظ میں درج کئے دیتا ہوں۔ فرماتے ہیں:۔

"میں اس لئے پیدا ہوا اور اس واسطے دنیا میں آیا ہوں کہ حق پر گواہی دوں" (یوحنا ۱۸/۳۷)

چنانچہ آپ نے گواہی دی کہ خدا کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے توبہ کرو اور خوشخبری پر ایمان لاؤ (مرقس ۱/۱۵) خوشخبری انجیل کا ترجمہ ہے گویا آپ خدا تعالیٰ کے حضور سے کوئی خوشخبری لے کر آئے تھے۔ اور یہی اُن کی بعثت کی غرض و غایت تھی نہ کہ گناہوں کے لئے کفارہ ہونے کے لئے صلیب پر مرنا۔ پھر فرماتے ہیں:۔

"مجھے اور شہروں میں بھی خدا کی بادشاہت کی خوشخبری سنانی ضرور ہے۔ کیونکہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں" (لوقا ۴/۴۳)

وہ خدا کی بادشاہت کی خوشخبری یا انجیل کیا تھی؟ | وہ انجیل موجودہ اناجیل

میں سے کوئی ایک یا نیا عہد نامہ نہ تھی، یہ تو اُس وقت تک لکھی ہی نہیں گئی بلکہ ایک ایسے عظیم الشان نبی کی بعثت کے متعلق پیش خبری تھی کہ جس کا ظہور بالفاظ دیگر اس زمین پر خدا تعالیٰ کی بادشاہت کا قیام تھا۔ یا یوں کہئے کہ جس کے سامنے خود مسیح علیہ السلام کی حیثیت بیٹے کی سی تھی۔

قرآن کریم میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی اس خوشخبری کا ذکر موجود ہے "ومبشرًا برسولٍ یأتی من بعدی اسمہ احمد" (سورۃ صف)

وہ انجیل کیا تھی۔ اعلان تھا اس بات کا کہ مسیح ناصریؑ کے بعد ایک ایسا عظیم الشان نبی آئے گا کہ جو شریعت کو مکمل کر دے گا۔ چنانچہ مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میں نے تمہیں ابھی بہت سی باتیں کہنی تھیں۔ لیکن تم ان کے سننے کی برداشت نہیں رکھتے۔ لیکن جب روح حق آئے گا تو وہ تم کو سچائی دیگا کیونکہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گا بلکہ جو کچھ سنے گا کہے گا اور وہ تمہیں آئندہ زمانہ کی خبریں بتائے گا" (یوحنا ۱۶/۱۲-۱۳)

یقیناً یہی (انجیل) خوشخبری سنانا مسیح ناصریؑ کی بعثت کا مقصد تھا جس کے لئے خدا تعالیٰ نے انہیں بھیجا تھا۔ لہذا اس کے بعد آپ نے اعلان فرمایا کہ

"میں اپنا کام ختم کر چکا ہوں" (یوحنا ۱۷/۴)

اگر آپ گناہوں کا کفارہ ہونے کے لئے ہی تشریف لائے تھے تو صلیب پر چڑھے بغیر آپ کا کام کیسے ختم ہو گیا تھا؟

ہمارا یہ ایمان ہے کہ وہ خدا کی بادشاہت جس کی مسیح ناصری علیہ السلام نے خوشخبری دی تھی۔ یعنی روح حق جو ساری سچائی اور آئندہ زمانہ کی خبریں لایا بجز ہمارے آقا سردار انبیاء حضرت رسول اکرم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کے اور کوئی نہیں۔ جن کی بعثت کے متعلق پرانے اور نئے عہد نامہ میں اور بھی کئی واضح بشارتیں موجود ہیں۔ لیکن ہمارے عیسائی دوستوں کا کہنا ہے کہ روح حق سے یہاں روح القدس کا حواریوں پر نزول مراد ہے۔ انشاء اللہ العزیز آئندہ مضمون میں دکھایا جائے گا کہ روح حق سے مراد سوائے سرورِ کونین افضل الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نہیں وباللہ التوفیق۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

خاکسار خادم المسیح الموعود

چوہدری عنایت اللہ احمدی مبلغ تحریک جدید یا جولائی [illegible] تانگانیکا

دہلی میں "مسلم کنونشن"

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

خدا بھلا کرے مسلم اکابر کا کہ وہ کبھی کبھی ہندوستانی مسلمانوں کی ناگہانی موت پر مرثیہ پڑھنے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ عرب کے شعراء تو کہا کرتے تھے کہ مقتول کی روح ایک چڑیا کا روپ دھارن کر لیتی ہے۔ اور وہ بے کسی کی موت کا نوحہ سنا سنا کر انتقام لینے پر آمادہ کیا کرتی ہے۔ لیکن ہم ہندوستانی مسلمانوں کا نظریہ اس سے مختلف ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جب بھارت کی بھومی پر مسلمانوں کی عزت۔ مال اور جان پر کوئی آنچ آتی ہے تو سارے دکھی اور مظلوم مسلمانوں کی ارواح جمعیۃ العلماء ہند کے ایک ایک لیڈر کے پیکر میں حلول کر جاتی ہیں۔ اور وہ انہیں اپنی بپتا و دکھڑا سنا سنا کر "مسلم کنونشن" بلانے پر مجبور کرتی ہیں ان لیڈروں کی طرف سے اعلان کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں پر قیامت کی گھڑی آ گئی ہے۔ اسے ٹالنے کے لئے دعا اور استغفار اور ختم صالح کی بجائے ایک مجلس منعقد ہونی چاہیئے۔

پہلے جب اس قسم کی کوئی مصیبت قوم کی گردن دبوچتی تھی تو انہیں اللہ یاد آتا تھا۔ اگر بارش بند ہوتی اور کال پڑنے کا خطرہ پیدا ہوتا تو یہ نماز استسقاء کا اعلان کرتے۔ اور اگر کوئی ارضی آفت ہوتی تو "قنوت نازلہ" پڑھتے۔ ۱۹۲۲ء میں ہندوستان میں ستیہ گرہ اور رسول نازیبائی کی جو متعدی وبا آئی تھی۔ اس وقت خود میں نے جمعیۃ علماء کے لیڈروں کو لمبی لمبی قنوت نازلہ پڑھتے دیکھا ہے۔ بلکہ بیسیوں مرتبہ ان کی اس دعا پر مجھے بھی آمین کہنی پڑی ہے چونکہ اس وقت میں بھی ان کی امامت کا قائل تھا۔

لیکن اب زمانہ کچھ ایسا بدلا ہے اور انقلاب کی اس چکی میں علماء کی ذہنیت بھی کچھ اس طرح پیسی گئی ہے کہ اب انہیں پچھلی باتیں فراموش کر چکی ہیں۔ اب ایسی آفات کے وقت ان کی نظریں آسمان کی طرف نہیں اٹھتیں بلکہ زمین پر ہی گڑی رہ جاتی ہیں۔ اب زیادہ تر خدا کے پاس نہیں جاتے بلکہ حکومت کے آگے گڑگڑاتے اور اس سے حاجت روائی چاہتے ہیں۔ ان کے اس طرز عمل سے یہ فائدہ تو ہوا کہ ابھی تک داعیۃ الامین کی تقدیر کرنے میں جو دشواری پیش آتی تھی۔ وہ دور ہو گئی۔

اگر مسلم زعماء کی ذہنیت سے اس وقت ڈاکٹر لوھیا بہت پریشان سے ہو گئے ہیں۔ یہ بیچارے دکانداروں کے سائن بورڈ سے انگریزی کے حروف کھرچتے پھرتے تھے مگر اس کا کیا علاج کہ اب جنگ آزادی کے ان سورماؤں نے بھی اپنے ادب اور اجتماعی زندگی میں انگریزی کی حوصلہ افزائی شروع کر دی ہے۔ جو پہلے اس کو جہنمیوں اور بدلشیوں کی زبان کہا کرتے تھے اسی "انگریزی نوازی" کی خاطر بار بار ان دینی پیشواؤں نے مسٹر جناح کی پھبتی اڑائی کہ اپنی جماعت کا نام بھی رکھا تو آدھا تیتر آدھا بٹیر۔ آدھا دیسی آدھا بدیسی۔ یعنی "مسلم لیگ" "مسلم جماعت" کیوں نہیں رکھا۔ اب ان دینی پیشواؤں سے کون پوچھے کہ آپ کب سے مسٹر جناح کی روش پر چل پڑے اور آپ نے اس اجتماع کا نام "مسلم کنونشن" کی بجائے "مسلم اجتماع" کیوں نہیں رکھا۔

آپ سوچتے ہوں گے کہ شاید میں اس مسلم کنونشن پر کوئی تبصرہ کر رہا ہوں نہیں یہ تو سیاسی جھمیلے ہیں۔ اور مجھے ان سے کیا سروکار۔ ان لوگوں کے دوسرے لیڈر یعنی ڈاکٹر اقبال نے ہم جیسوں کو پہلے ہی یہ کہہ کر ڈانٹ دیا ہے کہ

> قوم کیا چیز ہے قوموں کی امامت کیا ہے
> اسکو کیا جانیں یہ بیچارے دو رکعت کے امام

اس لئے ہم اس کنونشن پر تبصرہ نہیں کر سکتے۔ ہم تو صرف اس کے عبرتناک پہلوؤں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔

اس کنونشن کو سب لوگوں نے اپنی اپنی عینکوں سے دیکھا ہے۔ اور سبھوں کو اس کا الگ الگ رنگ روپ نظر آیا ہے اور ان کو اس سے کوئی فائدہ پہنچا ہو یا نہیں مگر ہمیں اتنا فائدہ تو ضرور پہنچا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول یاد آ گیا کہ

> عرفت ربی بفسخ العزائم
> میں نے اپنے رب کو ارادوں کی
> ناکامی سے پہچانا ہے۔

جس ماحول میں یہ کنونشن منعقد ہوئی معلوم ہوتا تھا کہ اس کے داعی غیض و غضب میں بپھرے ہوئے شیر کی مانند ہو رہے ہیں۔ ان کے پرزور احتجاج اور مدبرانہ تخاطب سے ایوانِ حکومت میں زلزلے پڑ جائیں گے۔ پھر کون سورما مسلمانوں کو ترچھی نظروں سے بھی دیکھ سکے گا۔ ان کی جان و مال۔ عزت و آبرو محفوظ ہو جائے گی۔ ملازمتیں ان کو ملنے لگیں گی۔ مقابلے کے امتحانوں میں ابھی تک جو یہ نااہل قرار دیئے جا رہے ہیں۔ اہل قرار دے دیئے جائیں گے۔ تجارت۔ ایکسپورٹ امپورٹ لائسنس سب ہی میں یہ برابر کے ساجھی ہوں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جب کنونشن کے انعقاد کا اعلان ہوا۔ اور اس اعلان سے برادرانِ وطن کے تیور بدلے تو اب ان کے اعضا ڈھیلے پڑنے لگے۔ حتیٰ کہ اخبار والے جو اپنی خریداری بڑھانے کے لئے اس طرف کان لگائے بیٹھے تھے انہیں بھی اپنے قارئین کو گرم کرنے کے لئے کوئی مواد ہاتھ نہ آیا۔ جماعت اسلامی اور مسلم لیگ تو پہلے سے موقعہ کی تاک میں تھی اس لئے کہ ان کو کنونشن میں مدعو نہیں کیا گیا تھا۔ جو اخبار کنونشن کے طرفدار تھے۔ وہ بھی اس کی طرف سے مؤثر وکالت نہیں کر سکے۔ یہ تو اردو اخبار والوں کا حال تھا۔ اب انگریزی اخباروں کا حال پڑھیئے تو ان اخباروں نے کنونشن کی کارروائیوں کو اپنی مرضی کے سانچے میں ڈھال کر پیش کیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ہندوستانی مسلمانوں کو کانگریس اور پنڈت جواہر لال نہرو کی قیادت پر اعتماد ہے حالانکہ یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جس کے اظہار کے لئے اتنی بڑی کنونشن بلائی جاتی۔ مسلمانانِ ہند تو بہر صورت کانگرس اور پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ ہیں اور رہیں گے۔ وہ آخر انہیں چھوڑ کر جائیں گے کہاں؟

دوسرا زبردست مطالبہ ملازمت میں حقوق کے تحفظ کا تھا۔ اس کا ایک جواب ایک غیر سرکاری سطح پر دیا گیا ہے۔ کہ جمہوریت میں کسی اقلیت کے لئے ملازمت کی جگہیں مخصوص کرنا فرقہ پرستی کی حوصلہ افزائی کرتا ہے لہذا جمہوریت میں ایسا نہیں ہو سکتا یہ جواب اب تلخ اور غیر متوقع تھا۔ کہ مسلمان جس ہندو راج کے تصور سے گھبراتے تھے۔ اب یہ کہنے لگے کہ اس جمہوریت سے اچھا تو ہندو راج ہی ہو گا۔ کہ اس میں اقلیت کے حقوق تو محفوظ ہوں گے۔

تیسری بات جو اس کنونشن کو دیکھ کر اربابِ حکومت نے بھی ادا کی کہ اس قسم کی کنونشن سے فرقہ پرستی کو ہوا ملتی ہے۔ لہذا آئندہ ایسی کنونشن بلانا مفادِ جمہوریت کے منافی ہو گا۔ نیز یہ بھی اعلان کیا گیا کہ اس قسم کی فرقہ پرور جماعتوں کو الیکشن میں حصہ لینے کی اجازت نہیں ملنی چاہیئے۔

یہ ہے وہ ماحول جو کنونشن کے نتیجہ میں پیدا ہوا۔ اس کے داعی یہ ماحول دیکھ کر بگڑ بیٹھے ہیں اور جماعت اسلامی و مسلم لیگ بغلیں بجا رہی ہے۔ اگر یہ حالات دیکھ کر مجھ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول یاد نہ آتا کہ

> عرفت ربی بفسخ العزائم
> میں نے اپنے رب کو ارادوں کی
> ناکامی سے پہچانا ہے۔

تو آخر کب یاد آتا۔ اس ناکامی کے دور رس نتائج سے مسلمانوں کو بے خبر رکھنے کے لئے اب بعض علماء نے پرانا ہتھکنڈا استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ یعنی "احمدیت کی مخالفت" تا قوم کی توجہ ادھر سے ہٹ کر اس محاذ کی طرف آ جائے۔ کل انہیں اپنے سب سے بڑے دشمن" جبل پور اور ساگر" میں نظر آتے تھے آج احمدیوں کے کیمپ میں نظر آتے ہیں۔

اس کنونشن میں ٹھوس تجویز ایک ہی پیش کی گئی یعنی ایک انگریزی اخبار کا اجراء۔ مگر یہ نہیں بتایا گیا کہ آخر یہ اخبار کیسے جاری ہو گا۔ اس کے لئے سرمایہ اور قابل کارکن کہاں سے آئیں گے۔

مسلمانوں کو ابھی تک یہ پتہ نہیں ہے کہ ہندوستان میں ملکی اور قومی پالیسی کو آگے بڑھانے میں انگریزی اخباروں کا کتنا حصہ ہے۔ اور اس وقت ہندوستان میں انگریزی اخباروں پر کن لوگوں کا قبضہ ہے۔ انہیں مسلمانوں کے احساسات کی کیا پرواہ ہے۔ ان اخباروں کا یہ حال ہے کہ اگر لنڈن، آسٹریلیا یا ویسٹ انڈیز جیسے دور دراز ممالک میں کوئی کھیل ہو تو اس کے لئے ایک صفحہ وقف کر دیتے ہیں۔ کھیل کی تفصیل اور کھلاڑیوں کے فوٹو دیتے ہیں۔ لیکن ابھی بمبئی میں سردار ولبھ بھائی پٹیل اسٹیڈیم میں مسلسل چھ ماہ تک انٹرنیشنل ریسلنگ سوسائٹی کے زیر انتظام پہلوانوں کے بڑے بڑے دنگل ہوتے رہے۔ ان میں ۲۷ مئی کو جو آخری دنگل ہوا۔ وہ تو اپنی نظیر آپ تھا جس میں رستم زماں گاماں کے بھتیجے اکرم پہلوان نے زیکوسلواکیہ کے ہیبت ناک پہلوان "کروشنکو" کو ایک گڑیا کی طرح اٹھا اٹھا کے پٹکا اور اتنا نڈھال کر دیا کہ وہ اکھاڑے پر سے اسٹریچر کے ذریعہ اتارا گیا۔ اس کشتی کو دیکھنے کے لئے اسٹیڈیم میں کم سے کم ایک لاکھ آدمیوں کا اجتماع ہوا تھا اور شرح ٹکٹ بھی دگنی ہو گئی تھی۔ مگر بمبئی کے انگریزی اخبار والوں کو اس عبرت انگیز دنگل کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور انہوں نے اخباروں میں اس کے متعلق ایک لفظ لکھنا بھی گناہ سمجھا چونکہ اس دنگل میں شروع سے اخیر تک گاماں خاندان کا بول

بالا رہا جو ایک مسلمان خاندان ہے تاہم لوگوں نے دیکھا کہ بمبئی میں جب ایسے معرکے کے دنگل ہوئے سینما ہال اور تفریح کے دوسرے قابل اعتراض اڈے کچھ سنسان سے ہو گئے۔ اس نقطۂ نظر سے بھی ان دنگلوں کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیئے تھی مگر ایسا نہیں ہوا۔ یہ دنگل کوئی ہندو مسلم دنگل نہیں تھا۔ اس میں تو تمام دنیا کے پہلوان حصہ لے رہے تھے۔ مگر غلبہ ایک مسلم خاندان کا رہا۔ اور اس سے زیادہ دلچسپی بھی مسلمانوں کی رہی۔ اس لئے انگریزی اخبار والوں نے اس دنگل کے بارے میں لکھنا غیر ضروری سمجھا۔

اس چھوٹی سی بات سے مسلمان سمجھ سکتے ہیں کہ ہندوستان میں انگریزی اخبار والوں کو اتنی بڑی اقلیت کے جذبات و احساسات کی کیا پروا ہے۔ کیا اس مایوس کن فضاء میں مسلمانانِ ہند کو ایک انگریزی اخبار کی ضرورت نہیں؟ اب میں اس ناکامی کی وجہ بھی بتاتا جاؤں۔ جب سے لوگوں نے کاشتکاری سے فضل ایزدی کو چھوڑ کر خود ساختہ ڈھبوں پر بھروسہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور قوم کی بگڑی حالت بنانے کے لئے آستانہ الٰہی اور "عمل صالح" کو چھوڑ کر حکومت کی جبہ سائی شروع کی ہے۔ اس وقت سے قوم اور ملک کی حالت بگڑتی ہی جا رہی ہے۔ زلزلے اور سیلاب تو خیر زمانے کے سالانہ وظائف میں شامل ہو ہی گئے ہیں۔ اب تو طوفانوں نے بھی خبر لینی شروع کر دی ہے۔

اسی طرح پہلے ہم چین کے حملے سے ڈرتے تھے اور گوا کا مسئلہ سوچتے تھے مگر اب یہ سوچتے ہیں کہ برادرانِ وطن کے ظلم و تشدد سے کیسے بچیں گے۔ روٹی کیسے کھائیں گے اور کپڑے کیسے پہنیں گے اگر اس نازک موقعہ پہ مسلم اکابر مسلم کنونشن بلانے کی بجائے اسلامی کنونشن بلاتے اور سیاست کے میدان میں دوڑ دھوپ کرنے کی بجائے مذہب کی درسگاہ میں بیٹھتے تو اتنی حیرانی سے دوچار نہ ہوتے کہاں گئیں اجلاس سورت کی وہ تجویزیں، جن میں ایک تبلیغی ادارے کے قیام پر زور دیا گیا تھا۔ اور مختلف زبانوں میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم شائع کرنے کی تجویز پیش کی گئی تھی سچ تو یہ ہے کہ اب علماء کرام کو بھی یہ کام کرنے میں لطف نہیں آتا۔

کھا کے ہم کیک سوئیوں کے مزے بھول گئے

اب قال اللہ قال الرسول کی بجائے الیکشن۔ اسمبلی اور پارلیمنٹ کی باتوں میں زیادہ لطف آتا ہے۔ اگر آج بھی یہ علماء مسلمانوں کا ایک بیت المال قائم کریں اور اس فنڈ سے اسکول۔ کالج اور پریس چلائیں نہ یہ کہ یہ اپنے مسائل حل کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ بلکہ حکومت خود ان کے مسائل حل کرنے پر مجبور ہو گی۔ یاد ہو گا کہ چند سال پہلے عیسائی مشنریوں کے خلاف ایک انکوائری کمیشن مقرر کیا گیا تھا۔ اور اس کمیشن نے رپورٹ بھی ان مسیحیوں کے خلاف مرتب کی تھی۔ مگر ان کا کیا بگڑا؟ اسکی ایک وجہ یہ تھی کہ ان کے قبضے میں اعلیٰ قسم کی تعلیمی درسگاہیں ہیں۔ اگر ان کی نقل و حرکت پر کوئی پابندی لگائی جاتی تو اس سے درسگاہیں متاثر ہوتیں اور یہ بات حکومت کو گوارا تھی نہ عوام کو۔

آج اللہ نے جمعیۃ علماء ہند کو جتنے زبردست وسائل عطا کئے ہیں اور جتنی بڑی قوم کا اس کو نمائندہ بنایا ہے۔ یہ اگر اسمبلی اور پارلیمنٹ کے ہنگاموں سے الگ ہو کر اسلامیانِ ہند کی خدمت کا عہد باندھ لیں تو یہ ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں کالج اور درجنوں پریس چلا سکتے ہیں۔ اگر یہ ایسا کرتے تو قوم کی نظروں میں بہت زیادہ پرُوقار ہو سکتے۔ انہیں اس قسم کے کنونشن بلانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ مگر یہ ضرور ہے کہ ان دونوں کاموں میں بڑا فرق ہے۔ پہلے کام میں جلسوں اور تقریروں کی ہنگامہ آرائی ہے۔ اور دوسرے کام کے لئے سنجیدگی، مسلسل محنت اور ریاضت درکار ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جو لطف ہنگامہ آرائی میں ہے وہ مجاہدہ و ریاضت میں کہاں۔ پہلی لذت سے تو یہ لطف اندوز ہو چکے ہیں مگر دوسرے کام کی لذت سے بے خبر ہیں۔ اس صورت میں انہیں الیکشن، اسمبلی اور پارلیمنٹ کے میدان سے اٹھا کر مجاہدہ و ریاضت کے میدان میں ہم لا سکتے ہیں نہ اجلاس سورت کی تجاویز۔ مگر ہم ان سے یہ ضرور کہیں گے کہ

دست ہر نا اہل بیمارت کند
سوئے مادر آ کہ تیمارت کند

فتحپور (یو-پی) کا ایک تبلیغی سفر

نظارت دعوت و تبلیغ قادیان کی ہدایات کے مطابق یہ عاجز مورخہ ۱۱/۶/۶۱ کو تبلیغی اغراض کے ماتحت لکھنؤ سے فتحپور روانہ ہوا۔ اور بذریعہ بس لکھنؤ سے فتح پور پہنچا۔

فتح پور پرانا شہر ہے جس کی آبادی کم و بیش بیس ہزار کی ہے۔ کانپور سے اڑتالیس میل کے فاصلہ پر گرینڈ ٹرنک روڈ پر واقع ہے۔ تک بھگ نصف آبادی مسلم ہے۔

فتح پور کے گرد و نواح میں بھی اچھے خاصے قصبے ہیں۔ جن میں سے ہسوا جہاں کے علامہ نیاز صاحب فتحپوری ہیں۔ اور للولی مشہور ہیں۔ یہاں بھی اکثریت مسلمانوں کی ہے مورخہ ۱۱/۶/۶۱ کو بارہ بجے فتح پور پہنچ کر اپنے بھائی مکرم اسلم خاں صاحب کا پتہ کیا اسلم خاں صاحب گھر پر موجود نہ تھے۔ ان کے خسر صاحب مکرم محمد اسحٰق خاں صاحب سے ملاقات ہوئی۔ تھوڑی ہی دیر بعد مکرم اسلم خاں صاحب تشریف لائے علیک سلیک کے بعد وہ مجھے اپنے بھائی عبد الحنیف صاحب سابق پوسٹ مین کے پاس لے گئے۔ اگرچہ موصوف احمدیت میں داخل نہیں تاہم انہیں اور ان کے گھر والوں کو میری آمد پر خوشی ہوئی۔ اور تبلیغی سلسلہ میں انہوں نے بعض مفید مشورے دیئے۔ یہ رات مکرم اسلم خاں صاحب کے یہاں ہی قیام رہا۔

دوسرے روز نماز فجر کے بعد مکرم اسلم خاں صاحب کے ہمراہ کئی دوستوں سے ملاقات ہوئی اور انہیں سلسلہ کا لٹریچر دیا۔ بعضوں کو زبانی پیغام حق پہنچایا۔ اور احمدیہ البم سے اپنی جماعت کی دنیا میں وسعت کی تصاویر دکھاتا رہا۔ اور بتایا کہ ہماری جماعت تبلیغ اسلام کا کام نہ صرف ہندوستان ہی میں کر رہی ہے بلکہ بیرونی ممالک میں بھی ہمارے تبلیغی مشن قائم ہیں۔ چنانچہ یہ سارا دن اسی طرح انفرادی ملاقاتوں میں گذرا۔ سنجیدہ اور متین لوگ توجہ سے سنتے اور بعض ملاں قسم کے لوگ لاپرواہی برتتے رہے اس دن خصوصیت کے ساتھ مندرجہ ذیل دوستوں سے ملاقات کا موقع ملا۔

نیاز احمد خاں صاحب عرف جگن خاں محمد شفیع صاحب۔ منصور صاحب ٹیلرماسٹر حافظ عبد الرزاق صاحب۔ اختر صاحب جناب کیشو مدن صاحب وکیل۔ چندرکا پرشاد منیجر صاحب ان کے علاوہ بہت سے دیگر دوستوں سے ملاقات کی۔ اور ان کو مختصر رنگ میں جماعت احمدیہ سے واقف کرایا۔ جماعت کے اغراض و مقاصد بتائے۔ برادرم اسلم خاں صاحب نے باوجود ناساعد حالات کے پورے اخلاص اور گرمجوشی سے تعاون کیا۔

تیسرے روز حسب سابق نماز فجر کے بعد مکرم اسلم خاں صاحب اپنے ہمراہ لے کر پھر نکلے اور مختلف احباب سے ملاقات کرائی۔ جن کو بذریعہ لٹریچر و زبانی سلسلہ حقہ کی تعلیمات سے آگاہ کیا۔ اکثر دوست اپنے گھروں پر موجود نہ تھے۔ وہ جماعت تبلیغی کے پنجسالہ اجتماع میں کانپور گئے ہوئے تھے اس لئے ان سے ملاقات نہ ہو سکی۔ چونکہ یہ پہلا موقعہ تھا اس لئے کسی جلسہ یا باقاعدہ تقریر کا پروگرام مناسب نہ سمجھا گیا۔ اور اگلے روز یعنی ۱۳/۶/۶۱ کو دس بجے فتحپور سے لکھنؤ کے لئے روانہ ہوا۔ راستہ بھر ٹرین میں سلسلہ کا ذکر جاری رہا بفضلہ تعالیٰ تبلیغ حق کا اچھا موقع ملتا رہا۔

کانپور کے اسٹیشن پر جب میں لکھنؤ کے لئے ٹرین کا انتظار کر رہا تھا ایک نوجوان مسلم بھائی بھی ٹرین کے منتظر تھے دریافت کرنے پر بتایا کہ وہ پرتاپ گڑھ جا رہے ہیں۔ اور اقبال احمد اپنا نام بتایا۔ میں نے اپنے بیگ سے ایک کتاب نکالی اور ان کی خدمت میں پیش کی اور بتایا کہ میں جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ تبلیغ اسلام ہمارا محبوب مشغلہ ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ سب مسلمان ایک جگہ جمع ہوں۔ ان کا ایک امام ہو جس کی قیادت میں سب ہی تبلیغ اسلام کا کام کریں۔ آپ ہمارا لٹریچر مطالعہ فرمائیں کتاب کو الٹ پلٹ کر دیکھنے کے بعد فرمانے لگے۔ آپ قادیانی ہیں۔ لہٰذا یہ کتاب آپ رکھ لیں۔ میں نہیں لوں گا۔ آخر میرے سمجھانے پر وہ کتاب لینے اور مطالعہ کرنے پر رضامند ہو گئے اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا کرے

کانپور سے لکھنؤ کے راستہ میں دس بارہ مسلمان بھائی اکٹھے بیٹھے تھے۔ میں بھی ان کے قریب بیٹھ گیا۔ وہ آپس میں مسلمانوں کی موجودہ حالت پر گفتگو کر رہے تھے۔ مجھے بھی بات کرنے کا موقع مل گیا۔ میں نے اس وقت کی خرابیوں مثلاً سینما، تھیٹر، ناچ۔ گانے بیاہ شادیوں کے مواقع پر طرح طرح کی رسومات۔ موت و حیات پر باجے بجانا۔ فضول اخراجات کرنا۔ قبروں پر چادریں پھول اور چڑھاوے چڑھانا وغیرہ رسوم پر تبصرہ کیا۔ اور آخر میں مسلمانوں کے باہمی اختلافات اُن کے انتشار، افتراق اور پراگندگی پر روشنی ڈالی میری تمام گفتگو سے یہ سب دوست بہت متاثر ہوئے۔ اور میری باتوں کو دلچسپی سے سننے لگے۔ آخر انہوں نے کہا کہ سب قصور علماء کا ہے۔ جو باہم اتحاد پر رضامند نہیں ہوتے۔ اور معاشرہ کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ اس پر انہی میں سے ایک دوست بولے کہ اگر یہ ایسا کریں تو پھر جیب کیسے گرم ہو۔ اور ان کی گذر بسر کیسے چلے۔ الغرض وہ خاکسار کی گفتگو سے بہت متاثر ہوئے اور اُنہوں نے مجھ سے پھر ملنے کا وعدہ کیا اور مزید معلومات حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ چونکہ میرے پاس لٹریچر ختم

وصولی بقایا جات کی طرف توجہ کی ضرورت

یکم مئی ۱۹۶۱ء سے صدر انجمن احمدیہ کا نیا مالی سال شروع ہو چکا ہے۔ گذشتہ مالی سال کے آخر تک جملہ جماعتوں کے بجٹ، وصولی اور بقایا کی پوزیشن کی اطلاع ہر جماعت کے سیکرٹری مال کو بھجوائی جا چکی ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ متعدد جماعتوں کے ذمہ لازمی چندہ جات کی کثیر رقوم بقایا ہیں۔ ایسے بقایا جات کی وصولی تب ہی ممکن ہو سکتی ہے جبکہ جماعتوں کے جملہ افراد اور عہدے دار ایک نئے عزم اور ارادہ کے ساتھ بقایا دار اور نادہندہ افراد کو بار بار جھنجھوڑیں اور اس وقت تک دم نہ لیں جب تک کہ وہ بیدار ہو کر اپنی مالی ذمہ داری کو عملی طور پر ادا کرنا شروع کر دیں۔

بنیادی طور پر جو بات جماعتی چندوں میں غیر معمولی اضافہ کا باعث ہو سکتی ہے وہ بجٹ کی صحیح تشخیص اور نادہندوں کے متعلق مؤثر کارروائی کا کرنا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے عہدیداران جماعت کو امسال اس طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ:-

"جہاں تک میں سمجھتا ہوں ہمارے بجٹ میں کمی کا بڑا دخل ان نادہندوں کا ہے جو سلسلہ میں شامل ہونے کے باوجود اخلاص کی کمی کی وجہ سے مالی قربانیوں میں حصہ نہیں لیتے۔ اسی طرح وہ لوگ جو مقررہ شرح کے مطابق چندہ نہیں دیتے یا بقایوں کی ادائیگی میں سستی سے کام لیتے ہیں ان کی غفلت بھی سلسلہ کے لئے نقصان کا موجب ہو رہی ہے پس میں تمام امراء اور سیکرٹریانِ جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں روحانی اور تربیتی اصلاح کے ساتھ نادہندوں اور شرح سے کم چندہ دینے والوں کے بارہ میں اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے۔ تاکہ ان میں بھی قربانی کا جذبہ پیدا ہو اور وہ بھی اپنے دوسرے بھائیوں کے دوش بدوش اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے ثواب میں شریک ہو سکیں۔"

اگر جملہ عہدیداران بقایا دار اور نادہندہ افراد کے متعلق اپنی ذمہ داری کا صحیح احساس کریں تو خدا کے فضل سے آمد میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکتا ہے۔

ناظر بیت المال قادیان

چندہ جلسہ سالانہ کی سو فی صدی ادائیگی

جلسہ سے قبل ضروری ہے

موجودہ مالی سال کی سہ ماہی اول گذر رہی ہے۔ ابھی جماعتوں کی طرف سے چندہ جلسہ سالانہ بہت کم آ رہا ہے۔ حالانکہ جلسہ سالانہ کے انتظامات کے لئے روپیہ کی ضرورت مرکز کو ہوتی ہے۔ اس کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

"چندہ جلسہ سالانہ کی سو فیصدی وصولی جلسہ سے قبل ہونی چاہیئے۔"

پھر فرمایا کہ

"پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق متواتر کئی سال سے دیکھا گیا ہے کہ جو جماعتیں شروع سال میں چندہ دیتی ہیں وہ تو دے دیتی ہیں۔ اور جو شروع میں نہیں دیتیں ان کے ذمہ بقایا رہ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے سالانہ بجٹ کو نقصان پہنچتا ہے اور ان کے ذمہ بھی بعض دفعہ دو سال کا چندہ اکٹھا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جلسہ سالانہ کا چندہ ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے دینے کا ہمارے ملک میں سالہا سال سے رواج چلا آیا ہے۔ جلسہ سالانہ ایک اجتماع کا موقعہ ہے اور اجتماع کے موقعہ پر ہمارے ملک میں لوگوں کی عادت ہے کہ کچھ نہ کچھ امداد ضرور کرتے ہیں۔"

پھر فرمایا کہ

"پس پہلے تو میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کا چندہ جمع کرنے میں دوست ہمت سے کام لیں تاکہ جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے پہلے سے انتظام کیا جا سکے۔ اصل میں تو چندہ جلسہ سالانہ سال کے شروع میں ہی دینا چاہیئے۔ کیونکہ اگر اجناس وقت پر خرید لی جائیں تو ان پر بہت کم خرچ آتا ہے۔"

جملہ عہدیداران مال کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ابھی سے اس چندہ کی وصولی کی طرف توجہ کریں اور بعد وصولی مرکز میں بھجوا دیں۔

ناظر بیت المال قادیان

زکوٰۃ کی اہمیت

زکوٰۃ کی ادائیگی ہر صاحب نصاب مسلمان کے لئے اسی طرح لازمی ہے جس طرح کہ ہر مومن کے لئے نماز ادا کرنا۔ جو شخص ادائیگی زکوٰۃ میں کوتاہی کرتا ہے اسی طرح قابلِ مواخذہ ہے جس طرح کہ ایک تارکِ نماز۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جہاں نماز کا حکم دیا ہے وہاں ہی زکوٰۃ ادا کرنے کا تاکیدی ارشاد بھی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

"ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی امر مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ (قادیان) اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر قسم کی فضولیوں سے اپنے تئیں بچائے۔"

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بارے میں ارشاد فرمایا کہ

"تیسری چیز جس پر خصوصیت سے اسلام نے زور دیا ہے اور جس کی طرف قرآن کریم میں بار بار توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ روپیہ بے شک کماؤ مگر جو کماؤ اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔ اور اگر کوئی شخص باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا کو دین کی خاطر کماتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہیں دیتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا محض دنیا کی خاطر کما رہا ہے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا شوق اس کے دل میں نہیں ہے۔ اگر واقعہ میں اس کے دل میں خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کی محبت کو جذب کرنے کا احساس ہوتا اور اگر وہ دنیا کو دین کی خاطر کما رہا ہوتا تو اس کا فرض تھا کہ وہ اپنے مال میں سے خدا تعالیٰ کا حق ادا کرتا اور پوری دیانتداری کے ساتھ کرتا لیکن جیسے وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ شیطان کا تابع ہے خدا تعالیٰ کے احکام کے تابع نہیں۔" — امید ہے کہ جماعت احمدیہ ہندوستان کے جملہ صاحب نصاب افراد اس فریضہ کی ادائیگی کی طرف جلد توجہ فرماویں گے کیونکہ زکوٰۃ کے نا ملنے سے مقامی صدر چندہ جات نہیں ہو سکتے اور اس سے قوم کے یتامیٰ، بیوگان اور غرباء کو مختلف دیئے جاتے ہیں۔ اور ان کے گذارہ کا انتظام مرکز سے کیا جاتا ہے۔ عہدیداران مال اپنے حلقہ کے صاحب نصاب احباب کی زکوٰۃ جلد از جلد وصولی فرما کر مرکز میں بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔ ناظر بیت المال قادیان۔

سکرٹریان تبلیغ کی توجہ کے لئے

ابھی گذشتہ ماہ میں جملہ سیکرٹریان تبلیغ (اور جہاں پر سیکرٹریان تبلیغ مقرر نہیں ہیں وہاں پریذیڈنٹ صاحبان) کو بذریعہ خطوط اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ باقاعدہ اپنی ماہوار تبلیغی رپورٹ دفتر میں بھجوایا کریں۔ اس سے قبل بھی بذریعہ خطوط جملہ پریذیڈنٹ صاحبان اور سیکرٹریان تبلیغ کو اس اہم اور ضروری امر کی طرف متوجہ کیا جا چکا ہے۔ مگر افسوس سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ سوائے معدودے چند سیکرٹریان تبلیغ کے اکثر نے بار بار کے توجہ دلانے کے باوجود اس طرف دھیان نہیں دیا۔ میں ایک دفعہ پھر اس اعلان کے ذریعہ سیکرٹریان تبلیغ اور پریذیڈنٹ صاحبان کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ وہ تبلیغ کے کام کو باقاعدگی سے شروع کر کے باقاعدہ اپنی کارگذاری کی ماہوار رپورٹ ارسال کیا کریں۔ تاکہ ہم اس فرض کو ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا تک پہنچا سکیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار

مولوی بشیر احمد ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

خبریں

نیویارک ۳ر جولائی۔ برطانیہ نے سکیورٹی کونسل کو جس کا اجلاس کل صبح نو بجے منعقد ہوا۔ مطلع کیا ہے کہ جن برطانوی فوجوں کو کویت کے حکمران شیخ کی درخواست پر کویت بھیجا گیا ہے۔ ان سے عراق کو کوئی خطرہ نہیں۔ کیونکہ برطانوی فوجوں کا کوئی جارحانہ ارادہ نہیں ہے۔ سکیورٹی کونسل کے روبرو دو شکایات پیش تھیں ایک شکایت کویت کی طرف سے اور دوسری عراق کی طرف سے پیش کی گئی تھی۔ کویت نے سکیورٹی کونسل کو جو شکایت پیش کی تھی اس میں کہا گیا تھا کہ عراق سے کویت کی علاقائی خود مختاری کو خطرہ ہے۔ اور کہ اس صورت حالات سے بین الاقوامی امن اور سلامتی کے خطرہ میں پڑنے کا امکان ہے۔ اس کے بعد عراق کی طرف سے ایک جوابی شکایت پیش کی گئی جس میں کہا گیا تھا کہ برطانیہ کی مسلح فوجوں کی وجہ سے عراق کی آزادی اور سلامتی کو خطرہ پیدا ہو گیا ہے اور اس سے دنیا کے امن اور سلامتی کو خطرہ ہے سکیورٹی کونسل میں پہلی تقریر برطانیہ کے مستقل ڈیلیگیٹ سر پیٹرک ڈین نے کی اس کے بعد عراق اور متحدہ عرب ری پبلک کے نمائندوں کی تقریریں ہوئیں۔ اور سکیورٹی کونسل کا اجلاس بدھوار کی دوپہر تک ملتوی ہو گیا۔

سر پیٹرک ڈین نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ کویت میں برطانیہ کے ارادے بالکل پرامن ہیں۔ برطانوی فوجوں، ٹینکوں اور ہوائی جہازوں کو صرف اسی وقت استعمال کیا جائے گا جبکہ کویت پر حملہ ہوا۔ مجھے امید ہے کہ اعتدال پسندی سے کام لیا جائے گا۔ جونہی کویت کے لئے خطرہ ختم ہوا برطانوی فوجوں کو ہٹا لیا جائے گا۔ عراق کے نمائندہ ڈاکٹر عدنان پاشاچی نے تقریر کرتے ہوئے الزام لگایا کہ کویت میں برطانیہ نے جو مداخلت کی ہے وہ نہر سویز کے معاملہ میں اس کی مداخلت کے مشابہ ہے۔ اسلئے سکیورٹی کونسل کو کویت سے برطانوی فوجیں ہٹائے جانے کا مطالبہ کرنا چاہیئے۔ ڈاکٹر عدنان پاشاچی نے یہ یقین دلایا کہ وہ کویت کے متعلق اپنے جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لئے پرامن ذرائع اختیار کرے گا۔ آپ نے کہا کہ کویت عراق کا ایک جزو لاینفک ہے برطانیہ نے کویت کے حکمران کے ساتھ ایک ناپاک معاہدہ کر رکھا ہے تاکہ عرب ملکوں کی دولت لوٹی جا سکے۔ کویت کو ۱۹ر جون کو جو آزادی دی گئی ہے۔ وہ محض خیالی آزادی ہے۔ اگرچہ ابھی تک عراق کے ایک فوجی نے بھی نقل و حرکت نہیں کی لیکن ایک عظیم طاقت جس کی ایک طویل اور تباہ کن نوآبادیاتی تاریخ ہے نے اپنی فوجوں کو کویت میں بھیجدیا ہے۔

متحدہ عرب ری پبلک کے ڈیلیگیٹ مسٹر عمر لطفی نے تقریر کرتے ہوئے اس امر پر افسوس اور تشویش کا اظہار کیا کہ برطانوی فوجوں کو کویت میں بھیجا گیا ہے۔ میں یقین نہیں کر سکتا کہ عرب فوجیں ایک دوسرے سے لڑیں گی۔ میں امید ظاہر کرتا ہوں کہ عراق کوئی ایسا اقدام نہیں کرے گا جس سے امن اور سلامتی کو نقصان پہنچے۔ مسٹر لطفی نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ کسی عرب ملک کو اپنا علاقہ سامراجی ممالک کی مداخلت کے اقتدار کے لئے کھلا نہیں چھوڑنا چاہیئے۔

کویت ۳ر جولائی۔ رائٹر کا ایک تازہ تار مظہر ہے کہ کویت کے حکمران شیخ کی درخواست پر جو برطانوی فوجیں کویت میں اتری تھیں وہ کل رات عراق کی سرحد کی طرف آگے بڑھ رہی تھیں۔ اس سے پہلے یہ اطلاعات موصول ہوئی تھیں کہ کویت کے نئے اور غیر مکمل ہوائی اڈہ پر برطانوی فوجیں وسیع پیمانہ پر جمع ہو رہی ہیں۔ کویت اور عراق کی سرحد کویت شہر کے شمال میں ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ کویت کے حکمران شیخ سر عبداللہ اسلم الصباح نے ایک پریس کانفرنس میں ایک تحریری جواب میں کہا کہ کویت اور عراق کی سرحد ابھی تک کھلی ہے۔ ایک تحریری جواب میں آپ نے کہا کہ وہ برطانیہ کے ساتھ فوجی معاہدہ علے کرنے کی خواہش نہیں رکھتے۔ نیروبی میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ کینیا سے برطانوی فوجوں کو ہوائی جہازوں کے ذریعہ بحرین بھیجنے کا سلسلہ وسیع پیمانہ پر شروع ہو گیا ہے۔ اس مقصد کیلئے کینیا کے مین ٹرانسپورٹ ہوائی جہازوں کی بھی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ ان فوجوں کے علاوہ کثیر المقدار اسلحہ اور فوجی سامان بھی بھیجا جا رہا ہے نیروبی کے نواح میں برطانیہ کا ہوائی پیدل بریگیڈ تیار کھڑا ہے۔ اور فوجیوں کی چھٹیاں منسوخ کر دی گئی ہیں۔ یہ بریگیڈ چند منٹ کے نوٹس پر ہوائی جہازوں کے ذریعہ بحرین بھی جا سکتا ہے توقع ہے کہ اس بریگیڈ کا بڑا حصہ ہوائی جہازوں کی آج بحرین روانہ ہو جائے گا۔

احباب جماعت احمدیہ ہندوستان کیلئے ضروری اعلان

احباب جماعت احمدیہ ہندوستان کی خدمت میں گذارش ہے کہ ان میں سے جو احباب قادیان کی زیارت وغیرہ کے لئے قادیان تشریف لائیں وہ اپنی اپنی جماعت کے پریذیڈنٹ یا سیکرٹری امور عامہ کی تصدیقی چٹھی ہمراہ لائیں۔ تاکہ یہاں پر کسی قسم کی غلط فہمی پیدا نہ ہو۔

ناظر اعلیٰ قادیان

پروگرام دورہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال

جماعت ہائے جنوبی ھند

۶/۷/۶۱ —— تا —— ۳۱/۷/۶۱

مندرجہ ذیل۔ جماعتہائے احمدیہ جنوبی ہند کے عہدیداران مال کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی سراج الحق صاحب انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل کے پروگرام کے مطابق ۶/۷/۶۱ تا ۳۱/۷/۶۱ بغرض پڑتال حساب وصولی چندہ جات و تشخیص بجٹ سال ۱۹۶۱-۶۲ء وغیرہ کے سلسلہ میں دورہ کریں گے۔ جملہ جماعتہائے احمدیہ جنوبی ہند کے عہدیداران سے توقع ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مکرم انسپکٹر صاحب بیت المال موصوف سے کما حقہ تعاون فرمادیں گے

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	تاریخ روانگی	قیام	کیفیت
۱	کرونا گاپلی	۶/۷/۶۱	۸/۷/۶۱	۱	
۲	منارگھاٹ	۹ //	۱۰ //	۱	
۳	الانور	۱۰ //	۱۱ //	۱	
۴	کیہردلائی	۱۱ //	۱۲ //	۱	
۵	بانڈاگھرا	۱۲ //	۱۳ //	۱	
۶	کنانور	۱۳ //	۱۵ //	۲	
۷	کوڈالی	۱۵ //	۱۶ //	۱	
۸	پینگاڈی	۱۶ //	۱۸ //	۲	
۹	منگلور	۱۸ //	۱۹ //	۱	
۱۰	مرکرہ	۱۹ //	۲۱ //	۱	
۱۱	ہبلی	۲۲ //	۲۳ //	۱	
۱۲	نندگڑھ	۲۳ //	۲۴ //	۱	
۱۳	بانڈہ	۲۴ //	۲۵ //	۱	
۱۴	بمبئی	۲۶ //	۲۹ //	۲	
۱۵	ظہیرآباد	۳۰ //	۳۱ //	۱	
۱۶	حیدرآباد	۳۱ //	—	—	